هفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
یکم شوال ۱۳۸۴ھ
۵ فروری ۱۹۶۵ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا کے خوف اور خشیت سے رویا، وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ دودھ نکال لینے کے بعد پھر دودھ تھن میں لوٹ جائے اور خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ (یعنی جو اس غبار میں آلودہ ہو چکا ہے وہ اس دھوئیں سے آلودہ نہ ہوگا) ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ دو آنکھیں ایسی ہیں کہ ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں رات بھر پہرہ دیا ہو (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَهَّزَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِیًا فِیْ اَهْلِهٖ بِخَیْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ:۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستہ میں غازی کو سامان (جہاد) دیا تو وہ بھی غازی ہے اور جس نے غازی کے اہل و عیال کی اس کے پیچھے خبرگیری کی تو وہ بھی غازی ہے (یعنی ان کے ثواب میں شامل ہے) بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنِیْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام صدقات میں بہتر صدقہ اللہ کے راستہ میں سایہ کے لئے ایک خیمہ دینا اور ایک خادم اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے والے کو) دینا اور ایک نوجوان اونٹنی اللہ کے راستہ میں (مجاہد) کو دینا ہے۔ ترمذی نے اس روایت کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًی مِنْ اَسْلَمَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ قَالَ "اِئْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ کَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ: اَعْطِنِی الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ: یَا فُلَانَةُ اَعْطِیْهِ الَّذِیْ کُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلَا تَحْبِسِیْنَ مِنْهُ شَیْئًا فَوَاللّٰهِ لَا تَحْبِسِیْ مِنْهُ شَیْئًا فَیُبَارَكَ لَكِ فِیْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد کو جانا چاہتا ہوں مگر میرے پاس سامان نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے (جہاد پر جانے کی) تیاری کی تھی مگر بیمار ہو گیا۔ حسب الحکم وہ نوجوان وہاں گیا اور جا کر کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کچھ جہاد کا سامان تم نے تیار کیا ہے وہ مجھے دے دو۔ اس نے (اپنی بیوی سے) کہا۔ اے فلانہ! جو کچھ میں نے سامان تیار کیا تھا وہ اس کو دے دے اور اس میں سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا کیونکہ خدا کی قسم نہیں روکے گی تو اس میں سے کوئی چیز، مگر یہ کہ اس میں تجھ کو برکت عطا نہ کی جائے گی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰی بَنِیْ لِحْیَانَ فَقَالَ: "لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ "لِیَخْرُجْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ "اَیُّکُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَیْرٍ کَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ"

ترجمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ (جہاد کے لئے) قبیلہ بنی لحیان کی طرف روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی (جہاد کے لئے) جائے، اور ثواب ان دونوں کو ملے گا (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے نکلے۔ پھر گھر پر رہنے والے سے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی جہاد پر جانے والے کے پیچھے اس کے اہل و عیال اور مال کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اس کو مجاہد کے ثواب کا نصف حصہ ملے گا۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

خدام الدین
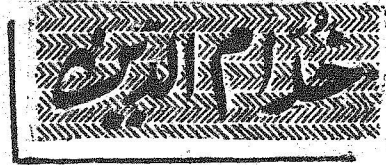
سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

ٹیلیفون نمبر ۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۲ر شوال المکرم ۱۳۸۴ھ مطابق ۵ر فروری ۱۹۶۵ء | شمارہ ۲۸

گھوڑ دوڑ پر ٹیکس

مغربی پاکستان اسمبلی نے گھوڑ دوڑ کی شرط پر ٹیکس کا ترمیمی آرڈی ننس منظور کر کے پاکستان میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ حزب اختلاف نے اگرچہ اس آرڈی ننس کی مخالفت کی۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ نے اس سلسلہ میں شریعت اسلامیہ کا موقف پیش کیا اور دوسرے کئی ممبروں نے قمار بازی کی برائیاں گنوائیں لیکن اکثریتی پارٹی نے نشۂ اقتدار میں مدہوش ہو کر سنی ان سنی کر دی اور اس طرف کوئی توجہ نہ دی حالانکہ ایک خود حکومت مغربی پاکستان یہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ تمام مروجہ قوانین کو اسلامی شریعت کے مطابق ڈھالنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی۔ اور دوسری طرف چند ہفتے پہلے حکومت پاکستان کی اپنی نامزد کردہ اسلامی مشاورتی کونسل نے یہ سفارش کی تھی کہ قمار بازی شراب نوشی اور شراب فروشی وغیرہ امور قطعی حرام ہیں۔ ان پر مشتمل قوانین اسلامی شریعت کے خلاف ہیں اور جس قدر جلد ہو سکے انہیں منسوخ کر دینا چاہئے۔ مزید براں مشاورتی کونسل نے یہ تحقیق بھی کر دی تھی کہ گھوڑ دوڑ پر شرط بدنا قمار کی تعریف میں آتا ہے۔ اور صریح طور پر حرام ہے۔ اس وضاحت کے بعد مغربی پاکستان اسمبلی کی اکثریتی پارٹی کے پاس قمار بازی کو جائز قرار دینے کے لئے کوئی سند جواز نہیں تھی لیکن اس نے محض اپنی واضح اکثریت کے بل بوتے پر قمار بازی کو ازسرنو قانونی جواز مہیا کر دیا جو اس کے لئے کسی صورت میں بھی مناسب نہ تھا۔

ہمارے خیال میں مغربی پاکستان اسمبلی کا یہ اقدام اسلام کے ساتھ اندوہناک مذاق ہے چنانچہ چنانچہ اسے فوراً ہی اپنے اس نامناسب اور غیر اسلامی اقدام پر نظرثانی کرنی چاہئے اور آئندہ کے لئے فیصلہ کر لینا چاہئے کہ وہ کوئی ایسا قانون نہیں بنائے گی جس سے اسلام دشمنی کی بو آتی ہو۔ مزید براں ہم براں ہم ارباب اختیار سے اسلام کے نام پر اور ان کی اپنی مدح کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے وعدوں اور سفارشات کا پاس کرتے ہوئے تمام غیر اسلامی قوانین منسوخ کر دیں اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے موجودہ قوانین کو اسلامی شریعت کے مطابق بنائیں۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمیں یہ سب کچھ ایک ایسی مملکت کے ارباب اختیار سے کہنا پڑ رہا ہے جو سب سے بڑی اسلامی مملکت کہلاتی ہے اور جسے حاصل ہی محض اس لئے کیا گیا تھا کہ اس اسلامی کی حکمرانی ہو گی کتاب و سنت کے مطابق قوانین کا نفاذ ہوگا اور معاملات حکومت کے تمام گوشے اسلام کی تحویل میں دے دیئے جائیں گے۔ ابتداً دعوے یہی کئے گئے تھے کہ اس ملک میں وہی قدم اٹھایا جائے گا۔ جس کو اسلام کی تائید حاصل ہو گی اور جو دینی نقطۂ نگاہ سے باشندگان پاکستان کے جذبات و احساسات کی صحیح ترجمانی کرے گا۔ لیکن شرم و غیرت سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ اس سب سے بڑی مملکت میں اور اسلام کے نام پر حاصل کی ہوئی مملکت خداداد میں سترہ سال سے اسلام کی تلاش ہو رہی ہے مگر فرمانروائی کے کسی دور میں بھی اسلام کا کوئی اتہ پتہ نہیں ملتا اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ شریعت کے واضح احکام بھی مشاورتی کونسلوں کے فیصلوں کے محتاج بنا دیئے گئے ہیں۔

آج ہم جس نوع کے اسلام کے حامل ہیں اس میں کوئی حدود و قیود نہیں۔ تمام پابندیاں جو شریعت نے لگائی تھیں ٹوٹ چکی ہیں اور ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ اسلام کیا کہتا ہے؟

اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ شراب عملاً حلال ہو چکی ہے۔ قمار بازی کوئی جرم ہی نہیں رہ گیا اور سود لینا تو گویا کوئی گناہ ہی نہیں۔ سارا کاروبار اس پر چل رہا ہے۔ غرض کوئی ایک مصیبت ہو تو اس کا رونا رو دیتے، ایک برائی ہو تو اس کا مقابلہ کیجئے یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ اور غیرت اسلامی نام کو بھی نہیں رہی۔ کیفیت یہ ہو کر رہ گئی ہے

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرماتے اور ہماری حکومت کو دین حق کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔ تاکہ اس خاک کے ڈھیر میں زندگی کے آثار پیدا ہو سکیں۔ اور اس ملک میں قوانین اسلام کا نفاذ ہو سکے

دردناک اور بھیانک واردات

مغربی پاکستان اسمبلی کے ایک مقتدر اپوزیشن کے رکن میر عبدالباقی بلوچ پر قاتلانہ حملہ کی واردات اور اس کے نتیجے میں پاکستان پریس ایسوسی ایشن کے چیف رپورٹر اور نوجوان صحافی مسٹر ضمیر احمد قریشی کی موت ایک ایسا دردناک سانحہ ہے کہ جس پر ہر شخص خون کے آنسو بہانے پر مجبور ہے۔ یہ واردات ملک غلام جیلانی ایم۔ این۔ اے کی کوٹھی پر ہوئی اور ظاہر ہے کہ قاتلوں کا عندیہ ملک غلام جیلانی اور میر عبدالباقی بلوچ کو آگے اور موت انہیں وہاں گھیر کر لے گئی —— اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور میر عبدالباقی صاحب کو صحت کاملہ کا اور شفائے عاجلہ سے ہمکنار کرے

تا دم تحریر نہ تو حملہ آوروں کا پتہ چل سکا ہے اور نہ اس واردات کا پس منظر واضح ہوا ہے اس لئے قاتلانہ حملے کے محرکات کے بارے میں فی الحال کوئی واضح پیشگوئی نہیں کی جا سکتی لیکن اس قدر ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یہ واردات نہایت سنگین، شرمناک اور صوبائی حکومت کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔

ہم ارباب بست وکشاد اور پولیس سے گذارش کریں گے کہ وہ اس واردات کو عام حیثیت سے نہ دیکھیں بلکہ اس طرف خصوصی توجہ دیں اور واردات کے پس منظر کو بے نقاب کرنے کی پوری اور صدق دلانہ کوشش کریں تاکہ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے کسی فتنے کو ہوا نہ مل سکے۔

آخر میں ہم صحافی برادری کے رکن ہونے کی حیثیت سے ضمیر مرحوم کے الم نصیب اور مغموم لواحقین سے تعزیت اور دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں، ان کے غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی نعمت سے بہرہ ور فرمائیں۔ نیز حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کی جوان سال بیوہ اور ننھے منے بچے کے لئے گذارہ الاؤنس مقرر ۴

خطبہ جمعہ - ۲۵ر رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ ۲۹ر جنوری ۱۹۶۵ء

حُسنِ نیّت اور اخلاص

ہی اعمال کی جان ہیں

از مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

بزرگان محترم!
آج رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہے اس میں آپ حضرات کی حاضری دیگر جمعوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے بیان کرنے کے لئے وہ مضمون منتخب کیا ہے جس کا سمجھنا ہر مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے۔ اگر یہ مضمون سمجھ میں آ گیا اور آپ نے اسے حرزِ جاں بنا لیا تو انشاء اللہ آپ کے تمام اعمال عنداللہ مقبول ہوں گے۔ اگر یہ مضمون پیش نظر نہ ہوا اور آپ کے اعمال حسن نیت اور اخلاص سے خالی ہوئے تو کوئی عمل بھی خواہ وہ بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو عنداللہ مقبول نہ ہوگا۔ اس کی کوئی قیمت نہ پڑے گی اور قطعی طور پر بے کار اور رائیگاں جائے گا۔

اعمال کا دار و مدار نیّت پر ہے

حدیث شریف میں آیا ہے:-
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِمْرَاَۃٍ یَّتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کا دار و مدار نیّات پر ہی موقوف ہے اور آدمی کے لئے وہی ہے جس کی اُس نے نیّت کی۔ سو جس نے ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف ہی ہوئی اور جس نے ہجرت دنیا حاصل کرنے کی طرف کی ہے یا کسی عورت کو نکاح میں لانے کی طرف کی ہے تو اس کی ہجرت اُسی طرف ہوئی جس طرف اُس نے ہجرت کی۔

بخاری، مسلم اور صاحب المصابیح
کتبِ احادیث میں یہ حدیث موجود ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو بخاری شریف کی ابتداء ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے کی ہے بخاری شریف کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے۔ اور اس حدیث سے بخاری شریف کا شروع ہونا واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ ہر انسان کو عمل سے پہلے اپنی نیّت درست کر لینی چاہیے اگر نیّت درست ہوئی اور اخلاص ہوا تو عمل عنداللہ مقبول ہوگا۔ ورنہ اللہ جل شانہٗ کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر کام اور ہر فعل کی جڑ بنیاد نیّت پر ہے۔ اگر نیّت درست ہوگی، اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی رضاء کے حصول کے لئے ہوگی، اُس کے پیارے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہوگی تو ہر عمل مقبول ہوگا اور اگر نیّت خالص نہ ہوئی تو عمل چاہے کتنا ہی نیک، اچھا اور دیکھنے میں بھلا کیوں نظر نہ آئے مردود ہوگا۔ اور اللہ رب العزّت کے ہاں پرِکاہ کے برابر بھی اس کی کوئی وقعت اور قدر و منزلت نہ ہوگی۔

نماز اور خلوص نیّت

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "نماز سب سے بڑا فریضہ ہے روزے بارہ ماہ میں صرف ایک رمضان المبارک کے مہینے میں فرض ہیں۔ زکوٰۃ سارے سال میں صرف ایک مرتبہ ادا کرنا لازم ہے، فریضۂ حج عمر بھر میں ایک دفعہ ادا کرنا کافی ہے۔ لیکن نماز کسی حالت میں معاف نہیں۔ سفر ہو یا حضر، بیماری ہو یا صحت۔ حتیٰ کہ جہاد ایسے اہم فریضہ کی ادائیگی کی صورت میں جب کہ جان تک کا خطرہ سامنے ہو معاف نہیں۔ اس سے چھٹکارے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسے بہر حال دن میں پانچ مرتبہ مقررہ اوقات میں ادا کرنا ضروری ہے۔ فرض ہے۔ اور نہ ادا کرنے کی صورت میں سختی سے بازپُرس ہوگی۔ نماز کی اہمیّت واضح کرنے کے لئے آپ بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھا کرتے تھے۔ کہ جس نے ایک نماز بھی جان بوجھ کر ترک کی کافر ہو گیا:-

من ترك الصلوٰة متعمدًا فقد كفر

لیکن ساتھ ہی فرماتے کہ یہ ایسی اہم عبادت بھی اگر خلوصِ نیّت سے خالی ہوئی اس میں ریا کی ملاوٹ ہو گئی یا دکھلاوے کے لئے پڑھی گئی تو اللہ کی بارگاہ میں مردود ہوگی۔ اور قیامت کے دن منہ پر ماری جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

الفرق بين العبد والكفر ترك الصلوٰة

مومن اور کافر کے درمیان فرق ہی نماز کا ہے۔

زبانِ نبوّت سے اکثر پھول جھڑتے اور آپ فرماتے:-

قرة عيني في الصلوٰة

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور اتنی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے تھی کہ ساری ساری رات

بارگاہِ خداوندی میں قیام فرماتے اور کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوُج جاتے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وفورِ محبت و الفت سے بے تاب ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر مشقت اٹھانے کی وجہ دریافت فرماتے تو نشۂ عبودیت میں مخمور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم یہ محبت بھرا جواب ارشاد فرماتے،۔

افلا اکون عبداً شکورا۔

کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اندازہ فرمائیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں، مبرّا عن الخطاء ہیں۔ آپ سے گناہ کا صدور ہو ہی نہیں سکتا، کسی قسم کی غلطی کا کوئی امکان ہی آپ کے ہاں نہیں لیکن پھر بھی جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں۔ ساری ساری رات عبادت میں صَرف کرتے ہیں حتیٰ کہ پاؤں سوُج جاتے ہیں۔ لیکن آج کل

امّت کی کیفیت

یہ ہے کہ نماز کے قریب بھی جانے سے ڈرتی ہے۔ نفلی عبادت تو خیر بڑی بات ہے فرائض تک کی پابندی کا خیال نہیں مؤذّن "الصلوٰۃ خیر من النوم" کی رَٹ لگا رہا ہے اور کلمہ گو خوابِ خرگوش میں مست خرّاٹے بھر رہے ہیں ــــ مسجد کے میناروں سے اذان کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ اللہ کی بڑائی اور توحید کے غلغلے بلند ہو رہے ہیں ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان ہو رہا ہے فلاح دارین کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے مگر مسلمان ہیں کہ ریڈیو کی تانوں، فضول و لچر گفتگو اور لہو و لعب میں محو دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر رہے ہیں۔

آقائے نامدار، سید دو عالم، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ عشاء کے بعد سو جانا چاہئے لیکن غلاموں اور عشق کے دیداروں کا دن ہی عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ کوئی خوش گپیوں میں مگن ہے، کوئی سینما کا رسیا ہے، کسی کو کلب کی سوجھ رہی ہے اور کوئی حرام کاری سے منہ کالا کرنے کا قصد کئے ہوئے ہے۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

اللہ تعالےٰ ہمیں ہدایت فرمائے۔ اور آقا کے حکم کو عمل میں لانے کی توفیق عطا فرمائے ــ آمین

اللہ رب العزّت کی ملاقات

ہمارے دادا پیر شیخ المشائخ حجۃ اللہ فی الارض حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کے آگے حسب ذیل شعر لکھوا رکھا تھا ؎

ہر کہ وقتِ صبحدم دریادِ حق بیدار نیست
او محبت را چہ داند لائقِ دیدار نیست

محترم حضرات! یاد رکھئے سب سے زیادہ لذیذ اور روح پرور شئے اللہ رب العزت کی رویت ہے۔ حق تعالےٰ شانہ کا دیدار اور اس کی ملاقات ہے۔ اس کا علم قیامت کے دن ہوگا۔ یا اس کی قدر و قیمت اہل اللہ سے پوچھئے کہ محبوب حقیقی سے ایک لمحہ کے لئے نگاہیں ہٹانا بھی اُن کے لئے سامانِ موت ہے اور قیامت ٹوٹ پڑنے سے کم نہیں۔

ایک عاشق صادق جب اس دنیا میں محبوبِ مجازی سے بھی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ دیدارِ یار ہی اُس کی زندگی کی سب سے قیمتی اور بڑی متاع ہوتی ہے۔ بھوک، پیاس، فاقہ، اذیتیں، تکلیفیں حتیٰ کہ جان کی بازی بھی وہ محبوبِ مجازی کے لئے ہار سکتا ہے تو محبوبِ حقیقی کے عشّاق کی تڑپ کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے اور کون ہے جو اُس سرُورِ جاودانی کی کُنہ تک پہنچ سکے جو محبوب حقیقی کے دیدار سے حاصل ہوتا ہے؟

یقین جانئے! اس کا لطف کچھ وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں عشقِ الٰہی کی آگ سلگ رہی ہے اور یادِ حق جن کا شغلِ حیات بن چکا ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ انسان اس عالمِ ناسوت میں چونکہ لذّاتِ دنیوی سے گھرا ہوا ہے اور مادی دنیا کا کلور و فارم اسے بے حس کئے ہوئے ہے اس لئے اسے آخرت کی لذّت اور روحانی کیف و سرور کا احساس نہیں ہوتا۔

اگر انسان قلب کو مادی آلائشوں سے پاک و صاف کرکے اسے یادِ الٰہی سے آباد کر لے اور اخلاص کی دولت سے بہرہ ور ہو جائے تو اسرارِ الٰہی اس پر کھلنے لگتے ہیں۔ اُس کے دل میں محبوب حقیقی کا عشق پیدا ہو جاتا ہے، اُس کے دیدار کی تڑپ چٹکیاں لینے لگتی ہے اور انسان تمام فانی لذّات سے دستکش ہو کر جاودانی راحتوں کے خواب دیکھنے لگتا ہے

کیا لقائے الٰہی حاصل ہو سکتی ہے

ہمارے حضرت (قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ) کے دادا پیر سید العارفین شیخ المشائخ حضرت حافظ محمد صدیق صاحب نور اللہ مرقدہٗ جن کا مزارِ پُر انوار بھرچونڈی شریف میں ہے ایک مرتبہ کچھ ارشادات فرما رہے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا "حضرت! آپ ذکرِ الٰہی کراتے ہیں، اشغال کی پابندی کی تلقین فرماتے ہیں۔ مجاہدات و ریاضت بھی کراتے ہیں مگر حق تعالےٰ شانہٗ کی زیارت تو نہیں کراتے"۔

حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ فرمایا "بھائی اسی کے لئے تو ہم آپ کو تیار کر رہے ہیں۔ یہ نعمت صرف انہی لوگوں کے حصّہ میں آئے گی جو اس کے اہل ہوں گے"۔ ع

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

قاعدہ ہے کہ قیمتی چیز قیمتی برتن میں ڈالتے ہیں۔ جس برتن میں دودھ ڈالنا ہو اُسے اچھی طرح سے اور بار بار مانجھا جاتا ہے کیونکہ دودھ اللہ کا نور ہے اور یہ ظرف کی غلاظت کا متحمل نہیں ہو سکتا فوراً پھٹ جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی ظرف کو بھی پہلے ذکرِ الٰہی کی کثرت اور مجاہدات و ریاضت سے صاف کرایا جاتا ہے۔ تاکہ انوار و تجلّیاتِ الٰہیہ اُس میں سما سکیں۔ جسم کی کثافتیں دُور ہو جائیں اور انسان لطیف ہو کر لطافت کی طرف پرواز کر سکے اور مشاہدۂ حق سے لطف اندوز ہو سکے۔

حضرت سید العارفین قدس سرہٗ نے چند لفظوں میں کتنی بڑی حقیقت بیان فرما دی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر اس سعادت سے ہمکنار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بہرحال

اللہ کی رضا، تقویٰ، رویت رب العالمین طریقت، شریعت، معرفت اور حقیقت یہ سب چیزیں اور مجاہدہ و ریاضت میں روح صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ جب نیّت درست ہو ــ بنیاد ہرحال میں نیّت ہی کو ٹھہرانا ہوگا۔ کیونکہ اگر مجاہدات ریاضت اور عبادات سے مقصود جلبِ منفعت اور طلبِ جاہ ہو تو ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور ان سے قلب کا آئینہ صاف و شفاف نہیں ہو سکتا۔ یہ تمام عبادات نیّت کی نادرستگی کے باعث لاحاصل ہوں گی۔ اور

خدا تعالےٰ کے ہاں

ان کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔

اللہ جل شانہٗ دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں

حدیث شریف میں آیا ہے :-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ۔

ترجمہ :- بے شک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں کو مالوں کو نہیں دیکھتے اور لیکن تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں"

درحقیقت ہر کام کی تحریک دل سے اٹھتی ہے۔ پہلے نیّت بنتی ہے اور پھر نیّت کے مطابق اعضاء کام شروع کر دیتے ہیں۔ جنہیں اعمال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اگر نیّت خالص ہے اور ارادہ نیک ہے تو کام بھی نیک ہوگا اور اگر نیّت صحیح نہیں اس میں کھوٹ ہے تو عمل بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ چنانچہ اسی لئے نیّت کے مطابق ہی اعمال پر جزا و سزا مرتب ہوتی ہے۔ ہر شخص کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تمام اعمال کی بنیاد ایمان باللہ پر ہے۔ اگر ایمان ہے تو اعمال مقبول ہوں گے ورنہ مردود اور ایمان باللہ کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ اگر ایک شخص بڑے بڑے عظیم کارنامے سرانجام دے اور دل میں خیال یہ کرے، نیّت یہ ہو کہ تاریخ میں میرا نام آ جائے اور مجھے دنیوی شہرت حاصل ہو جائے لیکن اللہ کی رضا مقصود نہ ہو تو یہ تمام کارنامے دنیا میں تو شہرت حاصل کر لیں گے لیکن اللہ جل شانہٗ کے گھر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو گی اور آخرت میں کچھ بھی ہاتھ نہ آئیگا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی لئے فرمایا کرتے تھے کہ ہر کام کرنے سے پہلے اس کی نیّت کر لیا کرو ـــــ وہ فرماتے تھے کوئی کام ایسا نہیں جس میں رضائے الٰہی کی نیّت نہ کی جا سکے۔ تمام کام محض نیّت درست کر لینے سے دین بن سکتے ہیں اور خلوص پر مبنی اعمال ہی اعمال صالحہ کہلا سکتے ہیں ـــــ شریعت کے نزدیک یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ خداوند قدوس فقط خلوص کی قدر کرتے ہیں مثال کے طور پر حدیث میں آتا ہے کہ قربانی کے جانور کا گوشت پوست اللہ کے حضور نہیں پہنچتا بلکہ قربانی دینے والے کا خلوص اور تقوٰے اس کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں خلوص اور تقوٰی کی نعمتوں سے سرافراز فرمائے۔ آمین!

خلوص نیّت اور جذبۂ اخلاص کے بغیر تمام عبادات وطاعات بیکار ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تین آدمی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

۱- وہ شہید جس نے اپنی جان تو جہاد ہی میں قربان کی مگر دل میں یہ خیال تھا کہ لوگوں میں ناموری حاصل ہو جائے۔

۲- وہ عالم جس نے محض نام و نمود کے لئے اللہ کے دین کا علم پڑھا اور پیٹ کا دوزخ بھرنے اور جاہ و منزلت حاصل کرنے کے لئے اسلام کی تبلیغ کی۔

۳- مالدار جس نے صرف دکھلاوے اور نمائش کی خاطر اللہ کی راہ میں مال صرف کیا۔

اندازہ کیجئے۔ شہادت کس قدر عظیم عمل ہے۔ یہاں تک کہ شہید اپنی سب سے قیمتی متاع جان بھی جان آفرین کے سپرد کر دیتا ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اگر وہ بھی اخلاص سے خالی اور ریاء سے پاک نہ ہو تو اُسے بھی دھکیل دیا جائے گا اور اس کی کوئی شنوائی بارگاہِ رب العزّت میں نہ ہو گی۔ یہی سلوک اُن علماء اور اغنیاء سے ہوگا جو اخلاص اور حسنِ نیّت کی دولت سے تہی دامن ہوں گے ـــــ غرض تمام اعمال کا دار و مدار اخلاص اور حسنِ نیّت پر ہے ان کے بغیر کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہ ہو گا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اعمال میں اخلاص اور حسنِ نیّت سے بہرہ ور کرے۔ آمین یا الٰہ العالمین ـــــ

نمازِ عید الفطر

حسبِ سابق ایبٹ روڈ کے وسیع میدان میں ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے ادا کی جائے گی! امامت و خطابت کے فرائض خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ سرانجام دیں گے۔

مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔

المشتہر

ناظم جامعہ رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ

نقد و نظر

نام رسالہ :- آسان عربی قاعدہ

تصنیف :- مولانا حافظ محمد شادمان خان

ناظم مدرسہ اشاعت القرآن

کھینگر ممدال کلاں من مضافات راولپنڈی

ناشر :- مکتبہ تعمیر حیات ڈلیسٹریج بازار راولپنڈی۔

قیمت ۲۵ پیسے - صفحات ۳۲

بچوں کو قرآن پاک ناظرہ پڑھانے سے پیشتر عام طور پر مشہور قاعدہ یسرنا القرآن پڑھایا جاتا ہے۔ وہ قاعدہ فی الواقع ضخیم اور طویل ہے۔ زیرِ نظر قاعدہ کے مصنّف نے بچوّں کی نفسیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سہل اسباق ترتیب دئے ہیں۔ اگر قاعدہ جلد ختم ہو جائے تو بچوّں میں دوسرا قاعدہ یا کتاب پڑھنے کا بے انداز اشتیاق پیدا ہو جاتا ہے۔ ضروری اسباق کے بعد قاعدہ میں قرآن پاک کی آخری سورتیں اور نماز درج ہیں۔ جنہیں بچوّں کو زبانی یاد کرانا مقصود ہوتا ہے۔

ان محاسن کے نتیجہ کے طور پر قاعدہ بے حد مفید ہے۔ کاغذ ناقص ہے۔ حالانکہ بچوّں کے قاعدہ کے لئے کاغذ مضبوط ہونا چاہئے جو ان کی دست بُرد سے محفوظ رہ سکے

(مشتاق حسین بخاری)

اپیل

حضرات! مدرسہ تعلیم القرآن باغ تحصیل باغ کا واحد مرکزی ادارہ ہے۔ جو ۱۹۴۷ء سے جاری ہے۔ جس میں اس وقت پونے دو صد کے قریب طلباء مختلف شعبہ جات میں سات اساتذہ کرام سے اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ دارالاقامۃ میں رہنے والے پچاس طلباء کا مدرسہ کفیل ہے۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر دارالاقامۃ (ہاسٹل)، و کتب خانہ کی فوری ضرورت ہے۔

لہٰذا جملہ مسلمانان پاکستان و آزاد کشمیر کی خدمت میں اپیل ہے۔ کہ زکوٰۃ و صدقات دیتے وقت اس دینی درسگاہ کو فراموش نہ فرمائیں۔

ترسیل زر بنام حافظ محمد عبداللہ

مدرسہ تعلیم القرآن۔ باغ پونچھ آزاد کشمیر

آہ۔ خواجہ عبدالحئی فاروقی

سابق رئیس شعبۂ اسلامیات و عربی

فخرالدین صدیقی، سابق آنریری سیکرٹری خلیفہ علوم اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

صفحۂ ہستی پر صبح سے شام تک نہ جانے کتنے نقوش ابھرتے اور مٹتے ہیں۔ کیسے کیسے نقشے بنتے اور بگڑتے ہیں، عجیب و غریب شخصیتیں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں لیکن ان شخصیتوں کی آب و تاب، عظمت و احترام اور جاہ و جلال محض اسی وقت تک کے لئے ہوتا ہے جب تک وہ ہمارے سامنے چلتی پھرتی ہیں۔ جونہی وہ عرصۂ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ ان کے سارے چرچے، ان کی ساری یادیں دھندلا جاتی ہیں۔ مگر کبھی کبھار ایسا بھی ستارہ طلوع ہوتا ہے جس کی تابانی پوری قوم کے مقدر کو چمکا دیتی ہے اور وہ خالی وجود خود تو فنا ہو جاتا ہے لیکن اپنے پیچھے ایسے کارنامے اور یادیں چھوڑ جاتا ہے کہ جن کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی۔ خواجہ عبدالحئی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسی ہی شخصیات میں سے تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک باب بلکہ ایک ایک ورق بصیرت افروز ہے۔ طالب علمی کا زمانہ طالب علموں کے لئے نمونہ تھا تو استادی کا عہد اساتذہ کے لئے مشعل راہ۔ بظاہر آپ ایک استاد تھے لیکن جس جذبے سے قوم اور ملت کی خدمت کا حق ادا کیا اس کی مثال ملنی محال ہے

میں نے جب دانش کدۂ اسلامیہ میں قدم رکھا تو جن بزرگوں نے میری مکمل اعانت و سرپرستی فرمائی ان میں خواجہ صاحب پیش پیش تھے۔ خواجہ صاحب نے پہلی ہی ملاقات میں وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ خواجہ صاحب کے آخری ایام تک جاری رہا۔ آپ نے مجھے کالج کے ایام میں روزانہ ملنے کو کہا جسے میں نے اپنی سعادت مندی سمجھا اور اس حکم کی تعمیل کرتا رہا۔ چنانچہ اسی طرح مجھے خواجہ صاحب کے قریب ہونے کا زیادہ سے زیادہ موقع مل گیا۔

کلاس میں پہلے ہی روز آپ نے طلباء سے چند سوال دریافت فرمائے۔ سب سے پہلے حرم کے متعلق سوال کیا۔ کسی لڑکے نے جواب نہ دیا۔ اور بالآخر جب میری باری آئی تو میں نے ڈرتے ڈرتے جواب دے دیا۔ جس پر آپ خوش ہوئے اور کلاس کو مخاطب کر کے فرمایا "دیکھو! اس نے تمھاری عزت رکھ لی ہے۔ یہ ابتدائی چیزیں ہر مسلمان کو جاننی چاہئیں"، اس کے بعد میرے دل میں خواجہ صاحب سے باقاعدہ علم حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی۔

خواجہ عبدالحئی فاروقی ۱۸۸۶ء میں تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ خاندان فاروقی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول گورداسپور ہی میں حاصل کی اور بعد ازاں اسلامیہ کالج میں سلسلۂ تعلیم شروع کیا۔ دینی تعلیم آپ نے دارالعلوم دیوبند اور دہلی سے حاصل کی۔ آپ دیوبند سے فارالتحصیل تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ عبدالحئی فاروقی مرحوم و مغفور نے ایک ہی وقت میں حضرت شیخ الہند سے تفسیر پڑھی

آپ نے صرف قرآن و حدیث ہی نہ پڑھا تھا بلکہ عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبانیں بھی جانتے تھے اس کے علاوہ طب، منطق اور فلسفہ سے بھی آپ کو شغف حاصل تھا۔ آپ اکثر فرصت کے اوقات میں تالیف و تصنیف کا کام کرتے۔ زندگی کے آخری ایام میں بھی ادارہ اصلاح و تبلیغ میں باقاعدہ قرآن کی تفسیر لکھتے رہے۔

ہر انسان کے اخلاق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ یعنی رفتار و گفتار۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم بھی ان ہر دو قسم کے اخلاق فاضلہ سے متصف تھے۔ آپ کی رفتار اگر اطاع اللہ سے عیاں ہے تو گفتار اطاع الرسول سے منکشف ہے آپ کے قول و فعل میں ذرہ برابر بھی تضاد نہ پایا جاتا تھا اور یہ چیز مسلّم ہے کہ جب کسی شخصیت کو اخلاق کے آئینے میں اتارنا ہو تو اس کے قول و فعل دونوں کو پیش کیا جائے۔ اگر قول کو چھوڑ دیا جائے اور محض فعل کا عکس اتارا جائے تو وہ عکس یقیناً ادھورا ہوگا۔ یہی صورت حال خواجہ صاحب کی زندگی کی غمازی کرتی ہے۔

خواجہ صاحب ۱۹۱۸ء میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا حسین احمد مدنی اور دیگر علماء کرام کے ہمراہ حج پر تشریف لے گئے اور حج سے واپسی کے بعد ۱۹۲۰ء میں سر سید احمد خاں مرحوم کے ساتھ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے قیام کے لئے کوشش کرتے رہے۔ بعد ازاں آپ نے دہلی میں ایک ادارہ بنام جامعہ ملیہ اسلامیہ کے نام سے قائم کیا جس کے پرنسپل جناب ڈاکٹر ذاکر حسین نائب صدر ہندوستان بھی رہ چکے ہیں۔

آپ نے مولانا ابوالکلام آزاد کے رسالہ "الہلال" جو کہ کلکتہ سے شائع ہوتا تھا، میں بھی کام سرانجام دیا۔ اس کے بعد آپ نے لاہور میں مولانا ظفر علی کے ساتھ ان کے اخبار زمیندار اور کامریڈ میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

خواجہ صاحب کو انگریز دشمنی کے باعث برصغیر کی مختلف جیلوں مثلاً ملتان سنٹرل جیل، لاہور اور دلی میں بھی جانا پڑا۔ انگریز نے آپ کو ریشمی خطوط کی تحریک میں ملوث کر کے جیل بھیج دیا

ملتان سنٹرل جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے آپ کو بچوں کو قرآن پڑھانے کے لئے کہا جسے آپ نے منظور کر لیا اور بعد ازاں وہ خود بھی درس میں شریک ہو گیا۔

ایک دفعہ حکومت ہند نے آپ کو لاہور سے گرفتار کر کے امرتسر بھیج دیا۔ اس وقت کے دستور کے مطابق سیاسی قیدیوں کے ٹکٹوں پر نمبر چسپاں کئے جاتے تھے لہذا آپ کی ٹکٹ پر بھی پنجاب نمبر ۶ لکھ دیا گیا۔ لیکن اللہ کے فضل سے امرتسر کے اسٹیشن سپرنٹنڈنٹ مولانا حسن میر صاحب کو پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی لہذا مولانا حسن میر نے خواجہ صاحب کو امرتسر پہنچتے ہی آپ سے ٹکٹ لیکر امرتسری کھڑانے والے دروازہ کے ایک پہلوان سے تبدیل کر دیا۔ اس طرح خواجہ صاحب بخیر و عافیت امرتسر چلے گئے اور سی آئی ڈی اس امرتسری پہلوان کے پیچھے ہو گئی۔

۱۹۴۵ء میں حکومت ہند نے مولانا ابوالکلام آزاد کی وساطت سے آپ کو ایک عربی سفیر کے سیکرٹری کا عہدہ پیش کیا لیکن آپ نے اسے مسترد کر دیا۔ اس کے علاوہ پھر حکومت ہند نے آپ کو "کشمیر ہندوستان کا ایک حصہ" کے نام سے ایک آرٹیکل لکھنے کو کہا جسے آپ نے سختی سے مسترد کر دیا۔ اس کے بعد سری نگر میں ایک بہت بڑی دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا جس میں شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ، مرزا افضل بیگ، اور دوسرے زعماء کے علاوہ خواجہ صاحب مرحوم کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس اجلاس میں شیخ محمد عبداللہ نے بھی آپ کو کشمیر پر اپنے خیالات قلمبند کرنے کو کہا لیکن آپ نے شیخ صاحب کو بھی نفی میں جواب دیا۔

اس کے بعد ۴۷-۱۹۴۶ء میں شیخ محمد عبداللہ نے کشمیر میں ایک ادارہ بنام جامعہ اسلامیہ کے نام سے قائم کرنا چاہا اور اس سلسلے میں شیخ محمد عبداللہ نے آپ کو طلب کیا جسے آپ نے بخوشی قبول کر لیا اور مسلسل دو سال وہاں قیام کیا۔ ۱۹۴۹ء میں مسٹر جسٹس ایس اے رحمان، سپریم کورٹ آف پاکستان و سابق وائس چانسلر یونیورسٹی آف دی پنجاب، ملتان تشریف لائے اور خواجہ صاحب سے ملاقات کے بعد آپ نے خواجہ صاحب کو پنجاب یونیورسٹی کے لئے طلب کیا۔ اس پر آپ نے ڈاکٹر ذاکر حسین نائب صدر ہندوستان اور مولانا ابوالکلام آزاد سے مشورہ طلب کیا۔ ان ہر دو حضرات نے اس پر آمادگی ظاہر کی چنانچہ آپ جون ۱۹۵۰ء میں لاہور تشریف لے آئے۔

یہاں پہنچنے پر پہلے تو دو سال آپ نے یوں ہی بسر کئے لیکن بعد میں ۱۹۵۲ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں مستقل طور پر ریڈر شعبہ اسلامیات و عربی کے عہدہ کا چارج سنبھالا اور تا دم مرگ اس عظیم عہدہ پر فائز رہے۔ آپ نے اس کالج میں بارہ سال گزارے لیکن کبھی بھی کسی کو شکایت کا موقع نہ ملا۔ آپ نے قرآن کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں اس شعبہ کے زیر اہتمام ایک بزم، مجلس علوم اسلامیہ کے نام سے قائم کی جس کے صدر بھی خود ہی رہے۔ راقم الحروف نے بھی آپ کی قیادت میں دو سال بحیثیت آنریری سیکرٹری جنرل کے بسر کئے۔ آپ خود روزانہ درس قرآن دیتے لیکن جمعۃ المبارک کو باہر سے کسی عالم کو دعوت دیتے۔ چنانچہ جن علمائے کرام نے مختلف موضوعات پر طلبا سے خطاب فرمایا ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا شیخ التفسیر احمد علی رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر انجمن خدام الدین۔
(۲) علامہ علاؤالدین صدیقی چیئرمین اسلامی مشاورتی کونسل و صدر شعبہ اسلامیات یونیورسٹی۔
(۳) مولانا غلام مرشد۔ شاہی مسجد۔ لاہور
(۴) مولانا محمد بخش مسلم نکی مسجد لاہور
(۵) مولانا میرک شاہ صاحب اندرابی
(۶) مولانا لال حسین صاحب اختر
(۷) مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلمائے اسلام
(۸) مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور۔
(۹) مولانا محمد البیالی صاحب مسجد ٹوپیاں لاہور۔
(۱۰) قاضی عبدالنبی کوکب مسجد تاج شاہ لاہور۔

اس کے علاوہ آپ نے قرآنی نوادر اور دیگر مقدس کتابوں کی نمائش کا اہتمام بھی کیا۔ رمضان المبارک، عید الفطر اور عید الضحیٰ کے موقعوں پر پمفلٹ چھپوا کر مفت تقسیم کرواتے۔ ان سب کاموں میں راقم الحروف خواجہ صاحب کے ساتھ شریک تھا۔ آپ خود مفسر قرآن تھے۔ ادارہ اصلاح التبلیغ کے زیر اہتمام آپ نے قرآن کی جامع اور آسان تفسیر لکھی جو ہر طبقہ میں پسند کی گئی۔ اس کی سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ متعدد کتب کے مصنف بھی ہیں۔ دہلی میں بھی آپ نے جامعہ ملیہ کے قیام کے بعد اس میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع رکھا۔

آپ انتہائی خاموش طبع اور متین نظر آتے تھے۔ شرافت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ اپنا اکثر وقت قرآن کی نشر و اشاعت میں صرف کرتے۔ آپ کے لباس میں پاجامہ، شیروانی اور سر پر ٹوپی شامل تھی۔ ہاتھ میں ہمیشہ چھڑی رکھتے۔ آپ راہ چلتے وقت عموماً ادھر ادھر نظر نہ پھیرتے اور حمد و ثنا کرتے ہوئے سیدھے چلے جاتے۔ ضعیف العمری کے باوجود اپنا کام خود سرانجام دیتے۔ حلال و حرام میں حد درجہ تمیز کرنے والے تھے۔ کسی چیز کے متعلق ذرا بھی شک گذرتا تو اس کو استعمال میں نہ لاتے۔

پاکستان منتقل ہونے کے بعد آپ مستقل طور پر ایک جگہ آباد نہ ہو سکے رہائش کی ہمیشہ دقت رہی۔ آپ نے کبھی کسی کے آگے دست سوال نہ بڑھایا تھا۔ آخری ایام میں آپ ریلوے روڈ پر تاج کمپنی کے عقب میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے اپنے لواحقین میں چار لڑکے۔ ایک لڑکی اور ایک بیوی چھوڑے ہیں۔ بڑے دو لڑکے اور لڑکی شادی شدہ ہیں۔

خواجہ صاحب عرصہ سے بیمار تھے لیکن بدستور کالج تشریف لاتے اور طلباء کو لیکچر دیتے۔ آخر ۸ جنوری بروز جمعۃ المبارک ۱۹۶۵ء کو اس دار فانی سے آخرت کی طرف کوچ کر گئے اِنّا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات ملت اسلامیہ کیلئے عموماً اور طلباء کے لئے خصوصاً ایک سانحہ عظیم ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس مرد آہن کے پھیلائے ہوئے مشن کو جاری و ساری رکھیں۔

شیخ التفسیر — امام الاولیاء — حضرت مولانا

احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

—— : حافظ ریاض احمد قریشی : ——

ولادت

لاہور سے راولپنڈی جانے والی ریلوے لائن پر ضلع گوجرانوالہ میں گکھڑ نام کا ریلوے اسٹیشن پڑتا ہے۔ اس اسٹیشن کے مشرقی جانب چار میل کے فاصلے پر ایک قصبہ جلال نامی میں نومسلم شیخ حبیب اللہ جو نہایت دیندار اور سلسلہ عالیہ خواجہ غریب نواز ولی الہند، الامام سیدنا و مولانا معین الدین چشتی اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز سے منسلک تھے، کے ہاں اللہ رب العزت نے ۱۳۰۴ھ کے ماہ رمضان المبارک کی دوسری تاریخ کو ایک بیٹا عطا فرمایا اس کے اسم بامسمیٰ والد ماجد نے اپنے ہونہار کا نام احمد علی رکھا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت شیخ حبیب اللہ نہایت متقی اور دیندار آدمی تھے وہ خود تو نومسلم تھے لیکن ان کی بیوی پیدائشی مسلمان تھیں۔ دونوں دیندار اور ذاکر مشاغل تھے۔ یادِ الٰہی عبادت گزاری میں وہ میاں بیوی برابر کے شریک تھے۔ ایک روز حضرت شیخ حبیب اللہ تلاوت کر رہے تھے جب تیسرے پارہ میں اس مقام پر پہنچے۔

"یاد کرو وہ وقت جب عمران کی بیوی نے کہا، اے میرے پروردگار! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ میں نے صرف تیرے لیے نذر کر دیا ہے۔ پس تو مجھ سے قبول فرما۔ بلاشبہ تو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔" (پ ۳ ع ۱۲)

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ کی اس دعا سے وہ بہت متاثر ہوئے ان کے دل میں ایک عجیب سا کیف محسوس ہوا۔ وجد و حال، رقت قلب اور قبولیت حق ویسے بھی سلسلۂ چشتی کی خصوصیات ہیں، اگرچہ سبھی سلاسل میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن جس طرح سرعت اور تیزی سے اس سلسلہ والوں میں یہ چیزیں اثر کرتی ہیں۔ اتنی تیزی دوسرے حضرات میں کم دیکھی گئی ہے چنانچہ دونوں میاں بیوی نے دعا کے لیے دربار الٰہی میں ہاتھ پھیلا دیے اور یوں عرض کی۔

"اے ہمارے پروردگار! اے عمران کی بیوی کی پکار سننے والے آقا! اے موسیٰ کو فرعون سے نجات بخشنے والے مولیٰ! اے ربّ محمدؐ و کعبہ! ہم بھی اپنے بچہ کو تیرے لیے وقف کرتے ہیں تو اسے قبول فرما۔"

چنانچہ اجابت الٰہی نے اس پر خلوص دعا کا ورحق سے استقبال کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو لڑکا اس مقدس ماہ میں عطا فرمایا۔ جس کے متعلق خود حق تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ "رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل کیا گیا ہے جو تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور نہ صرف یہ کہ خالی ہدایت ہی ہے بلکہ ہدایت کے واضح نشانات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حق اور باطل کو الگ الگ بیان کرتا ہے" (پ ۲ ع ۲۳)

قرآن مجید کو رمضان کے مہینہ سے جو تعلق ہے وہ اظہر من الشمس ہے اس کا کون انکار کر سکتا ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا توفیق فرمایا کہ اس ہونہار لڑکے نے جس کی پیدائش حتیٰ کہ وفات بھی اسی مہینہ میں ہوئی اپنے ستتر سالہ دور میں لوگوں کو قال اللہ وقال الرسول ہی سنایا۔ اپنے وعظ میں کھری باتیں کیں۔ حق گوئی کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑا۔ باطل سے کبھی ناطہ نہ جوڑا۔ بڑی سے بڑی دنیوی شخصیت کے سامنے بھی کلمۂ حق کہہ دیا۔ اور اس کہنے میں کسی کے ظاہری جاہ و جلال یا اس کی مادی قوت و اختیار سے کبھی بھی مرعوب نہ ہوا۔

تعلیم کا آغاز

اس لڑکے کی والدہ ماجدہ نہایت عابدہ، زاہدہ، متقیہ اور صالحہ عورت تھیں۔ انھوں نے اپنے لختِ جگر کی تعلیم کا آغاز خود کرایا۔ چنانچہ قرآن مجید والدہ ماجدہ نے پڑھایا اس کے بعد اس بچے کو اسکول میں داخل کر دیا گیا۔ قصبہ جلال سے ایک میل کے فاصلے پر کوٹ سعد اللہ میں یہ بچہ اپنے ہمجولیوں کے ساتھ صبح اسکول جاتا اور شام کو واپس آجاتا۔ شیخ حبیب اللہ کے رشتہ دار سب غیر مسلم تھے اس لیے ان کی اسلام دشمنی سے تنگ آکر شیخ صاحب نے اس قصبے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر ایک دوسرے گاؤں میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ گاؤں جسے باہو چک کہتے ہیں۔ چونکہ تعلیمی اعتبار سے کچھ بھی نہ تھا اس لیے اس ہونہار لاڈلے کو قصبہ تلونڈی کھجور والی کے اسکول میں داخل کرا دیا گیا۔ جہاں اس بچے نے پانچویں جماعت تک تعلیم پائی لیکن درحقیقت اس بچہ کی درسگاہ یہ نہ تھی۔ اللہ کے لیے مانی ہوئی نذر کو ان "قتل گاہوں" سے علم نہیں مل سکتا تھا۔ اللہ کے لیے وقف کی ہوئی اولاد کے لیے وہی درسگاہ ہو سکتی ہے جسے اللہ ہی کے ساتھ نسبت و تعلق ہو۔

شیخ حبیب اللہ نے اپنے لختِ جگر کو اسکول سے بلوالیا۔ اسے گوجرانوالہ کی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت مولانا نے اس بچہ کی تربیت اپنے بچوں کی طرح کی اور اپنے گھر میں ہی رکھ لیا۔ اس بچہ کو گوجرانوالہ آئے چند ماہ گزرے تھے کہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنے پیر خانہ سندھ جاتے ہوئے اپنی والدہ سے ملنے سیالکوٹ آئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے مولانا سندھی سے شیخ حبیب اللہ صاحب کے قبول اسلام اور دیانت و تقویٰ کا ذکر بھی کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا سندھی اپنی والدہ کے ہمراہ باہو چک آئے اور اپنے رشتہ کے بھائی سے ملے اس وقت شیخ حبیب اللہ صاحب نے اپنے لختِ جگر کو حضرت مولانا سندھی کے حوالے کر دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ میں نے اپنے بچہ کو اللہ کے دین کے لیے وقف کر دیا ہے۔ آپ اس کو قبول کریں اور دین سکھائیں چنانچہ مولانا سندھی نے اس بچہ کو قبول کر لیا اور اپنے ساتھ ہی سندھ لے گئے۔

تعلیم و تربیت

نو برس کی عمر تک بمشکل یہ ہونہار بچہ پہنچ پایا تھا کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ سندھ کے ولی کامل اور قطب وقت حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت مولانا سندھی نے اس بچہ کی والدہ سے نکاح کر لیا۔ اس لحاظ سے حضرت سندھی مرحوم اس کے سوتیلے باپ بھی ہو گئے۔ چنانچہ اس بچے کے دوسرے بھائیوں کی بھی تربیت مولانا سندھی کے سپرد ہو گئی ہے لیکن کچھ عرصہ بعد یہ بچہ اپنی والدہ کی شفقتوں سے بھی

محروم ہوگیا۔ وہ نکاح کے بعد کچھ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں۔

مولینا عبیداللہ کی شاگردی

مولینا سندھی سخت مزاج تھے۔ ہر وقت اس بچے کو کام میں مصروف رکھتے گھر کی ہر وقت ضرورت کے لیئے یہی بچہ ملازم اور مزدور کا کام دیتا تھا۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹنے سے لے کر پانی اور اپنے بھائیوں اور مولانا سندھی کے بچوں تک کے کپڑے دھونا وغیرہ سبھی کام اس بچہ کے ذمہ تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ننھی سی جان پر اتنا بوجھ ڈالنا بہت بڑی زیادتی ہے لیکن عامی کی نظر اور اہل دل کی نظر کے زاویئے مختلف ہوتے ہیں۔ ہماری نظر یہی ہے جس کا اظہار کردیا لیکن اہل دل کا نقطۂ نظر ہمارے وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ اہل ظاہر اور اہل باطن کا فرق یہیں سے واضح ہوجاتا ہے۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ کھانے کو بھی پیٹ بھر نہیں دیا جاتا تھا۔ حضرت مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے دو روٹیاں آتی تھیں۔ ایک روٹی مولانا سندھی کھا لیتے اور دوسری یہ بچہ کھا لیتا۔ اور یہ حالت اس وقت تک قائم رہی جب کہ یہ بچہ مقتدا، امام اور پیشوائے دین بن چکا تھا۔ بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ جب طبیعت سیر نہ ہوتی اور تقاضہ شدید صورت اختیار کر جاتا تو جنگل میں جا کر پھلوں وغیرہ سے پیٹ بھر لیا جاتا۔

سلسلہ قادریہ میں بیعت

سندھ کے مشہور مشائخ میں حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت بڑا مقام حاصل ہے۔ جب انھوں نے اس نو سالہ بچہ کو دیکھا تو ان پر اس بچہ کا آئندہ معاملہ منکشف ہوگیا۔ ان کے نورِ فراست نے جو انھیں اپنے مشائخ کی اتباع میں اللہ کی طرف سے حاصل تھا۔ فوراً بتا دیا کہ یہ متاع گراں بہا ہے۔ اسے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ایسے موتی روز روز نہیں ملتے۔ چنانچہ انھوں نے خود ہی اس بچہ کو سلسلہ قادریہ میں داخل فرما کر تقویٰ اور پرہیزگاری کی تلقین کے ساتھ کچھ اذکار بھی تعلیم کر دیئے۔

درس نظامی کی تکمیل

ابتدائی صرف نحو و عربی و فارسی کتب بھی حضرت سندھی نے پڑھائیں ۱۳۱۹ھ میں گوٹھ پیر جھنڈا ضلع سکھر میں مدرسہ دارالارشاد کی بنیاد رکھی گئی مولانا سندھی اس مدرسہ کے روح رواں تھے اور انہیں کی زیر نگرانی اس بچہ نے اپنی تعلیم کے بقیہ چھ سال مکمل کر کے درس نظامی کی تکمیل کی۔ مدرسہ دارالارشاد سے فارغ ہونے والوں میں پہلا نام اسی بچہ کا ہے جو اب بچہ نہیں بلکہ اپنی زندگی کے بائیس درجے گزار کر جوانی میں قدم رکھ چکا ہے۔ اب احمد علی ہی نہیں بلکہ مکمل عالم دین، فقیہہ، صرفی، نحوی، ادیب، محدث، مفتی اور مولانا احمد علی ہیں۔ ۱۳۲۶ھ میں حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو سند فراغت عطا ہوئی اور دستار فضیلت بھی

[illegible] گیا [illegible] تشریف لائے اور خواجہ

جہاد زندگی

اس کے بعد مولانا سندھی نے حضرت مولانا کو حکم دیا کہ اب اسی مدرسہ میں تم تعلیم بھی دو۔ چنانچہ حضرت نے تین سال تک اس مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم دی۔ مولانا سندھی نے اپنی پہلی زوجہ سے ایک بیٹی سے حضرت کا نکاح کر دیا لیکن وہ ایک سال بعد ہی انتقال فرما گئیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا ابو محمد احمد صاحب خطیب صوفی مسجد، کشمیری بازار۔ لاہور کی صاحبزادی سے مولانا سندھی نے رشتہ طے کر دیا۔ چنانچہ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی رسم نکاح خوانی ماہ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ میں دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نے ادا کی۔ کتنے مبارک ہیں وہ جن کو مولانا عبیداللہ سندھی جیسا مربی و استاذ حضرت حضرت دین پوری جیسا شیخ قطب ارشاد حضرت گنگوہی قدس سرہ کے شاگرد مولانا ابو محمد احمد جیسا سسر اور استاذ الاساتذہ، مجاہد ملت شیخ الہند مولانا محمود حسن جیسا نکاح خواں میسر آیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

نواب شاہ میں قیام

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مصالح کی بناء پر حضرت مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے دارالارشاد سے علیحدگی اختیار کر کے نواب شاہ میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ یہ مدرسہ ابھی ابتدائی مراحل بھی طے نہ کر پایا تھا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مولانا سندھی نے حضرت مولانا کو نواب شاہ سے دہلی بلا لیا۔

نظارۃ المعارف القرآنیہ

نظارۃ المعارف، القرآنیہ کا قیام بھی حضرت شیخ الہند کے حکم سے ہوا تھا۔ چنانچہ اس کا دفتر جو اس وقت دہلی کی مسجد فتحپوری میں تھا، سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی منسلک ہو گئے۔ یہ مدرسہ جس میں قرآن مجید کی انقلابی تفسیر قرآن و سنت کی ولی اللّٰہی تعبیر کے مطابق سکھائی جاتی تھی۔ حکومتِ برطانیہ کی نگاہ میں کھٹکتا تھا۔ اس کا مقصد وجود ہی مسلمانوں میں دینی ولولہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی روح پھونکنا تھا۔ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا پروگرام یہ تھا کہ عالم اسلام کی تمام طاقتوں کو اکٹھا کیا جائے اور انہیں اس امر پر مجبور کیا جائے کہ وہ متحد ہو کر ہندوستان پر حملہ کر کے انگریز کو مار بھگائیں۔ اس سلسلہ میں جہاں یہ بات ضروری تھی کہ اسلامی حکومتوں کو ترغیب دلائی جائے۔ وہاں یہ امر بھی نہایت ضروری تھا کہ ہندوستان میں موجود مسلمانوں کو بھی اس جہاد دینی و ملی کے لیے تیار کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بارشاد مولانا سندھی مرحوم دہلی کے گرد و نواح میں تبلیغی سفر کا آغاز کر دیا۔ جب آگرہ و مضافات آگرہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں تو صرف نام کے مسلمان ہیں ایسے مسلمانوں سے بھی واسطہ پڑا جو کلمہ بھی نہیں جانتے تھے۔ جن کے نام بھی غیر اسلامی تھے۔ کسی کا نام [illegible] اور دلکھ [illegible] کسی کا نام [illegible] وغیرہ

تھے۔ بناء اسلام الگ رہے۔ وہاں کے لوگوں میں ایسے نوجوان اور بوڑھوں کی تعداد کافی ملی جو مکہ اور مدینہ کے ناموں سے بھی واقف نہ تھی۔ وہاں سے استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ مسجد کا نام و نشان نہیں، پچیس دیہات میں صرف ایک مسجد ملی جب حضرت نے ایک سے جنازہ و نکاح کے متعلق پوچھا۔ تو جواب ملا۔ "اچھنیرہ سے قاضی آوے ہے اور وہی نکاح جنازہ پڑھاوے ہے" چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اچھنیرہ پہنچے قاضی سے ملنے گئے۔ لیکن قاضی صاحب اپنے بڑھاپے اور علالت کے باعث نہ مل سکے۔ صرف ان کا جانشین ملا وہ بھی عربی فارسی سے نابلد، چند الفاظ تھے جو اسے طلب زر اور جلب منفعت کے لیئے رٹا دیئے گئے تھے۔ انہی الفاظ کے ہیر پھیر سے ان کی روزی چلتی تھی اس سے حضرت کو بہت صدمہ ہوا۔ حضرت نے ایک بستی میں پہنچ کر لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور ایک نہایت سادہ، پر اثر اور رقت انگیز تقریر کی۔ تقریر میں ان کو اسلامی احکام سمجھاتے اور سب کو کلمہ پڑھایا ان کے غیر اسلامی نام تبدیل کر کے صحیح اسلامی نام رکھے اس کے بعد علی گڑھ تشریف لے گئے لیکن ان تمام ہنگاموں علمی اور تبلیغی مشاغل کے باوجود روحانی اشغال بھی بدستور جاری تھے۔ اپنے پیر خانہ کے ساتھ تار جڑا ہوا تھا۔ امروٹ شریف اور دین پور شریف میں حاضری کو ترک نہیں کیا۔ بالآخر حضرت امروٹی اور حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بالترتیب خلافت و امارت سے نواز دیا۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ و مجاز کیا ہے ان کے علاوہ انھوں نے کسی اور کو اجازت بیعت عطا نہیں کی۔

یہ اپلیں زرد و ریشمی کپڑے پر لکھی ہوتی تھیں اور یہ زرد ریشمی کپڑا تحریک انقلاب کے اراکین کا باہمی نشان تھا۔

ریشمی تحریک کے متعلق ایک ذمہ دار رکن نے ۱۹۱۴ء میں رپورٹ مرتب کی جس میں یہ درج تھا کہ آزاد حکومت ہند بنائی جا رہی ہے۔ جس کا فوجی ہیڈ کوارٹر کابل اور کیپٹل مدینہ منورہ ہوگا۔ کمانڈر انچیف شیخ الہندؒ ہوں گے۔ کابل میں حکومت ہند کے نگران مولانا سندھی ہوں گے۔ یہ رپورٹ نہایت رازداری سے مرتب کی گئی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے برطانوی حکومت کے ہاتھ لگ گئی۔ اس سلسلہ میں حکومت انگلشیہ نے بڑا ادھم مچایا۔ گرفتاریاں شروع ہوگئیں۔ شیخ الہند کو حجاز میں ہی گرفتار کر لیا۔ حضرت کے پیران عظام کو بھی امروٹ اور دین پور سے گرفتار کر لیا گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد فتحپوری دہلی سے گرفتار کر کے مکان پر لے گئے۔ وہاں تلاشی لی اور کچھ کتابیں یا نوٹس اور درس کے شریک مسلمان سی آئی ڈی والے کی نشاندہی پر حضرت کی سند تعلیم بھی صندوق میں مقفل کر کے لے گئے۔ یہ سامان پھر کبھی واپس نہیں کیا گیا ۱۳۴۶ھ میں حضرت مولانا سندھی اور حضرت الامام

مولانا مولوی سید محمد انور شاہ کاشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سندیں عطا فرمائیں۔

حضرت کو گرفتار کر کے دہلی، شملہ، لاہور، جالندھر کی مختلف حوالاتوں میں کئی ماہ گذارنے کے بعد ضلع جالندھر میں تھانہ راہوں میں نظربند کر دیا گیا پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد رہا ہو گئے۔ لیکن حکومت وقت نے دہلی یا سندھ جانے پر پابندی لگا دی۔ چنانچہ لاہور میں آپ کو پابند ضمانت کر کے چھوڑ دیا گیا۔

حضرت کی اہلیہ بھی لاہور آ گئیں۔ لاہور کی زندگی کا آغاز یہاں سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت مسجد لائن سبحان خاں جو شیرانوالہ دروازہ کے اندر پولیس کے قبضے میں تھی، میں نماز پنجگانہ ادا فرماتے تھے۔ پہلے فاروق گنج کی طرف جاتے ہوئے جو مسجد ہے اس میں درس شروع کیا پھر آہستہ آہستہ تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ بڑھنا شروع ہو گیا۔

لاہور میں آ کر بھی ابتدائی ایام سخت مصیبت و مشقت میں گزرے مگر آپ کی مستقل مزاجی، صبر و توکل علی اللہ نے آپ کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دی۔ اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ کھولدیا ۱۹۱۷ء میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کے لیے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ باوجود انتہائی راز داری اور اخفاء کے لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ اور حضرت کے قدموں میں انیس سو روپیہ رکھدیا گیا۔ اس زمانہ کے اعتبار سے یہ رقم بہت زیادہ تھی۔ آٹا ۱۸ سیر فی روپیہ ملتا تھا اور تین سو روپیہ میں حج اور حاضری مدینہ منورہ حاصل ہو جاتی تھی۔

ہجرت کابل

مولانا جب حج سے فارغ ہو کر ہندوستان میں واپس آئے تو ہندوستان میں خلیفۃ المسلمین (ترکیہ) کی حمایت میں خلافت کمیٹیاں قائم ہو چکی تھیں اور انگریزوں کے خلاف بغاوت کا جذبہ زوروں پر تھا۔ چنانچہ طے پایا کہ مسلمان ہندوستان کو چھوڑ دیں۔ ادھر والی کابل امیر امان اللہ خاں نے انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور ہندی مسلمان بھی انگریزوں سے نالاں تھے خلیفۃ المسلمین کو انگریزوں اور فرانسیسیوں نے قید کر رکھا تھا۔ ان سب باتوں نے اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ والئ کابل امیر امان اللہ خان نے ہندی مسلمانوں کو ہجرت کر کے کابل آنے کی دعوت دی تھی۔ ایک قافلہ تیار ہوا، اور اس کے میر کارواں حضرت رحمۃ اللہ علیہ مقرر کیے گئے۔ مسلمانان پنجاب نے حضرت کی خدمت میں دس ہزار روپیہ پیش کیا۔ حضرت نے اس کا سونا خرید کر کابل کے عام اجلاس میں امیر امان اللہ خان کو پیش کر دیا۔

کابل سے واپسی

شروع شروع میں مہاجرین اور افغانیوں کے لیے جو جذبہ کابلیوں اور افغانیوں نے دکھایا وہ بعد میں گھٹتے گھٹتے بالکل سرد ہو گیا دراصل انگریز یہاں بھی اپنی چال بازی میں کامیاب ہو گیا۔ انگریزوں نے کابلیوں سے صلح کر لی اور مہاجرین سے متعلق ان میں غلط فہمی پھیلا دی۔ اور بعد میں معاہدہ کر لیا جس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ تمام ہندوستانی واپس بھجدیئے جائیں۔ چنانچہ اس معاہدہ کی وجہ سے تمام مسلمان واپس آ گئے۔ اگر مولانا احمد علی صاحب یا اور کوئی مسلمان مہاجر وہاں رہنے کی کوشش بھی کرتا تو وہ کوشش کبھی بھی بار آور نہ ہوتی۔ اس لیے کہ حکومت کابل انگریزوں سے صلح کر چکی تھی۔ اور اسے منوانے پر مجبور تھی۔ اگر کوئی کابل سے نہ نکلتا تو ڈنڈے کے زور سے باہر نکالا جاتا۔ اس واپسی نے ہندوستان کے مسلمانوں کو کابلی حکومت سے بدگمان کر دیا۔ افغانستان کی حکومت کے افسروں نے جو بے اعتنائی مہاجرین سے برتی وہ بھی مثالی ہے۔ دراصل اس معاہدے سے پہلے انگریز کابلی حکومت کے نمائندین سے ساز باز کر چکا تھا۔ معاہدہ تو صرف اس ساز باز کو قانونی شکل دینے کے لیے کیا گیا تھا۔ تاکہ کابلیوں کے راستہ سے جو خطرہ انگریزوں کو تھا۔ اس کی راہ مسدود ہو۔

انجمن خدام الدین کی بنیاد

۱۹۲۲ء میں حکیم فیروز الدین صاحب کی تحریک پر انجمن خدام الدین کا قیام عمل میں لایا گیا۔ قرآن مجید اور سنت نبوی کی اشاعت کو انجمن کا نصب العین قرار دیا گیا۔ حضرت شیخ الکل مولانا نذیر احمدؒ محدث دہلوی کے شاگرد مولانا فضل حق اور قطب الارشاد شیخ العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد حضرت مولانا ابو محمد احمد بھی اس انجمن کے ممبر بنا دیئے گئے انجمن نے وقتی ضروریات کے مطابق دینی، اصلاحی اور سماجی ضرورتوں کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں کئی رسالے اور کتابیں شائع کی ہیں جو سب کی سب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہیں۔ حضرت تا حیات انجمن کے امیر رہے ہیں۔

درس قرآن

ایک عمومی درس جو کہ نماز فجر سے ایک گھنٹہ بعد ہوتا ہے یہ ۱۹۱۷ء سے شروع ہوا اور بلا عذر شدید کبھی ترک نہیں ہوا حتیٰ کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت بھی ان کے جانشین و منجھلے صاحبزادہ حضرت مولانا عبیداللہ انور نے نہیں چھوڑا والد ماجد کی نعش گھر میں رکھی ہے اور ہونہار سپوت اشکبار آنکھیں لیے قال اللہ و قال الرسول مخلوق خدا کے کانوں تک پہنچانے کا فریضہ ادا کر رہا ہے اس درس میں ہر شخص شریک ہو سکتا ہے دوسرا درس قرآن علماء [illegible] کے لیے ہے اس میں صرف اس شخص کو بیٹھنے کی اجازت ہے جو درس قرآن کی تکمیل کر کے عالم دین بن کر سند فراغت حاصل کر چکا ہو۔ یہی وہ درس ہے جس کے متعلق حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند سند فراغت دیتے وقت ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اب اگر قرآن مجید کے اگر قرآن مجید کے اسرار و رموز اور دین و شریعت کی مصلحتوں سے آشنائی کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس اور باطنی ترقی چاہتے تو لاہور کے ایک کامل اور مکمل ولی اللہ و شیخ وقت کے سامنے تین ماہ تک زانوئے تلمذ تہہ کرو۔ اس درس میں نہ صرف پاک و ہند بلکہ افغانستان، ملایا، انڈونیشیا، ایران، روس، ترکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے فارغ التحصیل علماء کرام شامل ہوتے تھے۔ ان سب کے قیام و طعام کا انتظام انجمن کے ذمہ تھا۔

لڑکیوں کے لئے مدرسہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکیوں کے لیے تین ہزار روپیہ کے خرچ سے مدرسہ البنات کی تعمیر کرائی۔ لطف یہ ہے کہ کسی سے چندہ نہیں مانگا اللہ تعالیٰ نے خود ہی اہل خیر کے دلوں میں اس کی تعمیر ڈال دی۔ چنانچہ کام مکمل ہو گیا اور کسی قسم کی تنگی محسوس نہیں ہوئی۔ اس مدرسہ کے ۸ کمرے ہیں اس مدرسہ میں لڑکیوں کے لیے آٹھ سالہ نصاب تعلیم رائج ہے جس میں عقائد اسلامیہ، ارکان اسلام کلام مجید با ترجمہ، حدیث، سیرت النبیؐ و سیرت خلفاء راشدین کے ساتھ ساتھ خانہ داری اور کشیدہ کاری کی تعلیم دی جاتی ہے۔

اس مدرسہ میں دو قسم کی کلاسیں ہوتی ہیں ایک تو ان لڑکیوں کے لیے جو صرف اس مدرسہ میں تعلیم پاتی ہیں۔ دوسرا شعبہ ان لڑکیوں کے لئے ہے جو دوسرے سرکاری مدارس میں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ اور یہاں دینی تعلیم کے لیے آتی ہیں۔ ان کی کلاسیں مغرب کے بعد ہوتی ہیں۔

تبلیغی کام

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس سے زیادہ رسالے اور کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ مجلس ذکر کے مواعظ اور خطبات جمعہ کی آٹھ آٹھ جلدیں ہیں۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور حاشیہ ربط آیات بھی شائع کیا۔ ایک قرآن مجید سندھی ترجمہ و تفسیر والا شائع کیا۔ انگریزی زبان میں بھی بارہ کے قریب پمفلٹ شائع کیے۔ جو

اصلاح معاشرہ اور ملی و دینی الجھنوں پر قرآن و سنت کی روشنی میں حرف آخر کہے جا سکتے ہیں۔

ہفتہ وار "خدام الدین"

۱۹۵۵ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی ایک ہفتہ وار رسالہ شروع کیا گیا۔ جس میں دینی اصلاحی، معاشرتی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ابتداء میں چار سو کے قریب شائع ہوتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے اب اس کی اشاعت دینی پرچوں میں امتیازی شان کی مالک ہے۔ سنا ہے کہ اب بیس ہزار کے لگ بھگ اشاعت ہے۔

تصرفات

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کی بالخصوص اور بالعموم اصلاح کی پوری پوری کوشش کی متعدد مرتبہ جیل میں گئے حق گوئی آپ کا شیوہ تھا۔ وعظ میں گو الفاظ کی تکرار ہوتی تھی لیکن یہ تکرار سمجھانے کے لیئے ہوتی تھی۔ سامع کے ذہن میں حضرت کی بات یوں بیٹھ جاتی تھی۔ جیسے پتھر میں نقش ہو۔ علوم دینیہ میں رسوخ کے ساتھ باطنی علوم میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔

علوم باطنہ میں کاملین بھی ان کا سکہ مانتے تھے۔ ان کے ماننے والوں میں وہ بھی شامل ہیں۔ جو مسلکا ان سے متفق نہیں۔ لیکن ان کے علمی مقام روحانی تصرف، درویش طبعی اور مجاہدانہ سرگرمیوں کے معترف ہیں۔ خود راقم کے ملنے والوں میں ایسے ایسے مہربان ہیں جو مولینا کو کافروں کا سردار کہا کرتے تھے (نعوذ باللہ) لیکن مولانا کے وصال کے بعد ان ہی کے منہ سے یہ بھی میں نے سنا کہ ایسا درویش اور مرد مجاہد صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی تصرفات کرامات، کشوف ایسے نہیں ہیں کہ ان کا انکار کیا جا سکے۔ کشفِ قبور اور کشفِ قلوب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسیع نظر عطا فرمائی تھی۔

دورانِ درس کبھی کبھی عام لوگ بھی قادری تجلی کا بچشم ظاہری نظارہ کیا کرتے تھے حضرت کو اپنے مشائخ کرام سے بہت محبت و عقیدت تھی، اس سے بہت سے لوگ اس شبہ میں مبتلا تھے کہ شاید حضرت کو ان سے بیعت یا شاگردی کا تعلق ہے لیکن یہ حقیقت ہے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری سلسلہ میں حضرت قطب العالم مولینا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ راشدیہ کے گل سر سبد تھے۔

عقیدت کا یہ عالم تھا کہ اپنی داڑھی مبارک کے بال اس غرض سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کو بھیجے کہ میرے یہ بال حضرت کی لاعلمی میں ان کے جوتے میں سی دیئے جائیں اس سے جہاں حضرت مدنیؒ کا مقام نمایاں ہوتا ہے وہیں حضرت لاہوریؒ کی عاجزی، انکساری تواضع اور عقیدت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مجازین کی کافی تعداد موجود ہے جن میں سے چند ایک مشہور ہستیوں کے نام نامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب مہاجر مدینہ منورہ۔

۲۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب جانشین حضرت شیخ التفسیر۔

۳۔ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب خلف اصغر یہ تینوں حضرت کے صاحبزادے ہیں۔

ان کے علاوہ مشہور اسلامی اور ادبی شخصیت حضرت مولانا مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی مولانا مولوی بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد پسرور، مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب خطیب جہلم اور حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کے اسماء گرامی بھی آپ کے مجازین میں داخل ہیں

حضرت کو قرآن مجید کی تفسیر پر ایسا عبور تھا کہ دوسرے حضرات کے ہاں اس طرح کی آمد کم ہی نظر آتی ہے۔ حضرت کا انداز یہ تھا، کہ آیت کریمہ تلاوت فرما کر اس کا اردو ترجمہ بیان فرماتے۔ اس کے بعد اس کی صرفی، نحوی اور نحوی اور ادبی جامعیت و بلاغت کا ذکر فرماتے پھر شانِ نزول اور متعلقہ احادیث نبویہ ارشاد فرماتے۔ اس کے بعد سب سے زیادہ ضروری اور مہتم بالشان عنوان "الاعتبار والتاویل" کے تحت حالات حاضرہ کی پیدا شدہ گتھیوں کو اس آیہ کریمہ سے حل فرماتے۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اس امر پر خاص زور دیا کرتے کہ اس آئیہ کریمہ میں "میرے اور آپ کے لئے کیا سبق ہے" اور اس میں اللہ تعالےٰ وہ کمال عطا فرمایا تھا کہ درس سننے والے ہی اس کی قدر دانی اور اعتراف کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

ساری زندگی سوائے کھدر اور دیسی کپڑے کے کبھی انگریزی ملوں کا بنا ہوا کپڑا زیب تن نہیں فرمایا۔ انگریز کے سخت دشمن تھے۔ ان کی مجالس میں حاضر باش رہنے والا ہی اس امر کا اعتراف کرے گا کہ "امورِ شرعیہ" بیان کرتے وقت بھی ان کا بیان عابدوں، عارفوں اور صوفیوں کا کلام معلوم ہوتا تھا۔ ان کا خلوص مانا ہوا تھا۔ اس عالم اور مولوی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے جو نکاح، جنازہ اور تقریروں کے لئے نذرانے اور ہدیے کی زیادتی اور کمی بیشی کا جھگڑا کھڑا کرے۔ ان کا اپنا عمل یہ تھا کہ خود وہ قطعاً کچھ نہ لیتے تھے۔ جنازہ، نکاح اور تبلیغ پر اجرت لینے کو حرام سمجھتے تھے۔ ان کا یہ دعوٰی تھا کہ یہ امور عبادت ہیں اور عبادت پر اجرت لینا حرام ہے۔

حضرت کے شاگردوں کی خاصی تعداد دنیا میں موجود ہے۔ علماء کرام کے نام کہاں تک گنوائے جائیں۔ جدید تعلیم یافتہ اہل دین میں سے صدر اسلامی مشاورتی کونسل علامہ علاؤالدین صدیقی ایم اے ایل ایل بی صدر شعبۂ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی۔ ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ ایم اے ڈی لٹ پرنسپل یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور، چودھری عبد الرحمن ایم اے ایل ایل بی اور ڈاکٹر عبد اللطیف ایم بی بی ایس بی ڈی ایس کے علاوہ متعدد شاگردوں کے نام پیش کئے جا سکتے ہیں۔

لاہور میں حضرت امام الہند حکیم الامت مجدد دوراں، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" کا باقاعدہ درس حضرت شیخ التفسیر نے ہی دیا ہے اور اس میں صرف پڑھے لکھے اور جدید تعلیمیافتہ حضرات ہی شریک ہوتے تھے۔ عامی اور سطحی علم والوں کو درس میں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔

انگریزوں کے عہد میں متعدد مرتبہ حق گوئی اور بے باقی کے سبب جیل بھیجے گئے۔ خاکسار تحریک کے عروج کے دور میں باوجود علامہ عنایت اللہ خاں المشرقی سے دینی اور سیاسی اختلافات کے خاکساروں کی پشت پناہی فرماتے رہے۔ بلکہ ان کی حمایت اور ان کے فتوی تکفیر پر جو حکومت وقت نے مرتب کرایا تھا دستخط نہ کرنے کے سبب جیل بھیج دیے گئے۔

غرضیکہ آزادی اور دین خالص کے علمبردار، بے باک، نڈر، حق گو، عالم دین اور شیخ طریقت نے لاہور والوں کی بالخصوص اور ہند و پاک کی بالعموم زندگی بھر اصلاح کی کوشش کی، اور تقریباً چھیالیس برس تک لاہور میں حق گوئی کی آواز بلند کرنے کے بعد، ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ بمطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء جمعہ کے دن اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ اللھم اغفر لہ و رحمہ و عافہ واعف عنہ۔ عمر مبارک ستتر سال تھی۔ گیارہ بار سے زیادہ مرتبہ حرمین شریفین میں حاضری دی۔ اخلاق و عادات میں مشائخ سلف کا نمونہ تھے۔ ان کی زبان سے کبھی بھی گندی اور لچر باتیں سننے میں نہیں آئیں۔ طبیعت میں تشدد نہ تھا۔ مخالف ترین آدمی بھی اگر

باقی ص ۱۴

حسد

نیکیوں کو برباد کر ڈالتا ہے

خواجہ فخرالدین لون بی اے

اس حقیقت سے کون انکاری ہو سکتا ہے کہ اللہ عزّوجل نے اپنی مخلوق کو ایک طرز پر یا ایک رنگ میں پیدا نہیں فرمایا اور جب جملہ مخلوق کی پیدائش پر غور کیا جائے تو انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور خالق کُل کی کاریگری کی تعریف میں انسان سربسجود ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ باری تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی دو ٹانگوں والا ہے۔ کسی کی چار ٹانگیں ہیں۔ کوئی ہوا میں اڑتا ہے، کوئی پانی میں تیرتا ہے اور کوئی زمین پر پیٹ کے بل رینگتا ہے۔ انسان پر اللہ جل شانہٗ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اسے عقل دے کر اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا اور دنیا کی ہر چیز اس کے تابع فرمان کر دی۔ حتیٰ کہ سورج چاند اور ستاروں کو علیحدہ علیحدہ صفتیں عطا کر کے انہیں انسان کی خدمت پر مامور فرمایا۔ حیوانات، نباتات اور معدنیات ان ہر ایک میں نمایاں فرق رکھا۔ یہ سب اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے ایک پرندہ دوسرے پرندے سے بالکل مختلف ہے۔ اسی طرح درندوں اور چرندوں کو بھی مختلف شکلیں عطا کیں۔ نباتات و معدنیات میں سے سونا، تانبا، قلعی و چاندی وغیرہ ہر ایک اپنی علیحدہ علیحدہ صفت، رنگ اور وزن رکھتا ہے۔ پھر اگر آپ کسی باغ یا باغیچہ میں جائیں تو وہاں بھی آپ کو اللہ عزّوجل کی شان مختلف قسم کے پودوں، درختوں، پھلوں اور رنگ برنگ کے پھولوں میں نظر آئے گی۔ آپ دیکھیں گے کہ ایک معمولی بیج کا دانہ مٹی میں مل کر اللہ جل شانہٗ کے حکم سے کیا رنگ دکھاتا ہے۔ اس ذات و برکات کے آگے انسان کی بے بسی ملاحظہ فرمایئے کہ اس ترقی کے دور میں جب کہ انسان نے اپنی آسائش و تباہی دونوں کے لیے کیا کیا سامان مہیا نہیں کر لیے اپنی تمام طاقتوں کو بروئے کار لا کر بھی ایک معمولی سے معمولی پھول کی پتی کی تخلیق نہیں کر سکتا۔

انسان خود شکل و شباہت، رنگ ڈھنگ عادت، اطوار اور عزت و مرتبہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ان میں کوئی خوبصورت ہے تو کوئی بدصورت، کوئی امیر ہے تو کوئی غریب کوئی عقل مند ہے تو کوئی بے عقل کوئی عزت دار ہے تو کوئی بغیر عزت کے کسی کے ہاں اولاد ہے اور کوئی بغیر اولاد کے یہ سب اللہ جل شانہٗ کی حکمتیں ہیں جن کو وہ علیم و خبیر خود ہی بہتر جانتا ہے وہ جس پر چاہیے انعام و کرام کی بارش کرے اور جس سے چاہے سب کچھ چھین لے۔ یہاں کی سب چیزیں چند روزہ ہیں۔ ان کا ساتھ عارضی ہے۔ انسان کا ہمیشہ کا تعلق تو اُس خالق سے ہے جس نے اسے پیدا فرمایا۔ اور وہ کون ہے جو اپنے خالق کے پاس لوٹ کر نہیں جائے گا۔

قدرتی طور پر ہر چھوٹے انسان میں بڑا اور غریب انسان میں امیر بننے کی خواہش موجود ہے۔ اگر یہ خواہش کسی اصول کے دائرہ میں رہ کر پروان چڑھے اور پوری ہو۔ تب تو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن عام لوگوں میں یہ خواہش دوسروں کی امارت عزت اور مرتبہ دیکھ کر بیدار ہوتی ہے۔ اور وہ اسے پورا کرنے کے لیے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرنے کی ٹھان لیتے ہیں اور تو اور وہ صاحب کمال اور صاحب نعمت لوگوں کو دیکھ دیکھ کر جلتے ہیں اور اُن کے زوال نعمت اور کمال کی خواہش دل میں رکھتے ہیں ان کا ایسا کرنا حسد کہلاتا ہے۔ جو کہ ایک بہت بڑی لعنت ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ وہ بجائے اسودہ حال لوگوں کو دیکھ دیکھ کر جلنے اور کڑھنے کے اُن سے سبق حاصل کرے اور جس طرح انہوں نے دن رات ایک کر کے اپنا موجودہ مقام حاصل کیا ہے۔ اسی طرح دوگنی اور چوگنی محنت و ہمت کر کے اُن سے ایک آدھ قدم آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ اپنی تقدیر کو کوسنا اسودہ حال لوگوں کو دیکھ کر جلنا اور ان کے زوال آسودگی کی خواہش رکھنا کسی مذہب میں روا نہیں چہ جائیکہ ہمارے مذہب اسلام میں جس کا سب سے پہلا سبق یہ ہے کہ ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والی ہے۔ حسد ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے قرابت دارں کے درمیان بھی ناچاقی پیدا ہو کر جذبہ انانیت اور خود سری بیدار ہوتا ہے اور محبت نفرت میں بدل جاتی ہے۔ اسی حسد سے بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی فرد کی ترقی پر جلنا اور تنزلی پر خوش ہونا واقعی انسانیت کا شیوہ ہے۔ قطعی ایسا نہیں۔ صحیح معنوں میں انسان کہلانے کا وہی مستحق ہے جو دوسروں کی کامیابی اور خوشیوں کو مسرت کے ساتھ دیکھے اور کسی کو دکھ تکلیف میں دیکھ کر افسوس کرے اور جہاں تک ہو سکے اس کی ہر طرح مدد کرے اور اللہ جل شانہٗ سے اس پر رحم کے لیے دعا مانگے۔ نہ تو خوشی دائمی ہے۔ اور نہ ہی دکھ اور مصیبت۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ پاک وہ ذات ہے جو مصائب کے ذریعہ رحم کرتی ہے اور انعامات کے ذریعہ آزمائش کرتی ہے۔ اور یہ سب تمہاری بھلائی کے لیے ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ انسان آخر اتنا خود غرض کیوں ہے۔ مال و دولت، عزت و صحت جاہ و حشمت، علم و حکمت جیسی نعمتیں تو اللہ جل شانہٗ کی ہی طرف سے ملتی ہیں۔ وہ جسے چاہے اسے ان نعمتوں سے مالا مال کر دے۔ اور جس سے چاہے چھین لے کسی کی کیا مجال جو کوئی دم مار سکے۔ ان حالات میں اگر کسی صاحب نعمت کو کوئی دیکھ کر جلے کڑھے اور حسد کرے تو یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ اُسے اللہ عزّوجل کی منشا پر اعتراض ہے (نعوذ باللہ) اس کے علاوہ جلنے والے کا اور مطلب ہی کیا ہو سکتا ہے۔ حسد کرنے سے صاحب نعمت کا تو کچھ بھی نہیں بگڑتا البتہ حاسد خود ہی حسد کی آگ میں جل جل کر فنا و برباد ہو جاتا ہے۔

حاسد کے لیے نہ اس دنیا میں چین اور نہ ہی اگلے جہان میں آرام یہاں اُسے حسد کی آگ میں جلنا ہے تو وہاں وہ آدمی دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ مطلب یہ کہ اُس کے دونوں جہان خراب۔ حاسد کے چہرے پر ہمیشہ خدا وند تعالیٰ کی طرف سے لعنت برستی ہے۔ وہ حسد کو چھپانے کی کتنی ہی

کوشش کیوں نہ کرے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اس معاملہ میں وہ بالکل بے بس ہے اور اپنی مرضی کے مطابق کچھ نہیں کر سکتا۔ حاسد اپنی نازیبا حرکات کی وجہ سے دوسروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ اور لوگ اُس سے نفرت کرتے ہیں۔

اگر صرف جلتے رہنے اور حسد کرنے سے دوسروں کی خوبیاں، اُن کا مال و متاع و جاہ و حشمت ہماری طرف منتقل ہو جاتیں تو یہ ایک اچھی بات تھی لیکن معاملہ تو اس کے بالکل برعکس ہے۔ ایک ذرّہ بھی اللہ جل شانہٗ کی مرضی کے بغیر نہیں ہل سکتا اور نہ ہی دوسروں کی چیزیں اس طرح اپنائی جا سکتی ہیں۔ حسد کر کے اُلٹے ہم اپنی دُنیا و عاقبت دونوں، خراب کر لیتے ہیں۔ حاسدوں کی تمام زندگی رنج و افسوس میں گزرتی ہے۔ صاحب نعمت اور صاحب کمال لوگوں کو دیکھ دیکھ کر جلنے حسد کرنے اور ان کا بد خواہ ہونے سے بڑھ کر اس دُنیا میں اور کوئی ذلیل عمل نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو۔ ثابت ہُوا کہ حسد جیسی نامُراد شے دُنیا میں اور کوئی نہیں۔

ہمیں چاہئے کہ ہم صاحب نعمت اور صاحب کمال لوگوں سے بجائے حسد کرنے کے محبت کریں اور اپنی تمام کوشش ان سے بہتر یا کم از کم اِن جیسے بننے پر صرف کریں۔ ایسی کوشش اگر نیک نیتی پر مبنی ہو تو کبھی رائگاں نہیں جاتی۔ اور ضرور اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کوشش کرنے والوں کے ساتھ اللہ جل شانہٗ کی رحمت بھی شامل ہوتی ہے۔

عام طور پر سوسائٹی اور ماحول کا اثر انسان بہت جلد قبول کرتا ہے۔ جیسے ہم سے افعال و اعمال سرزد ہوتے ہیں ویسے ہی ہماری عادتیں بنتی ہیں ہمارا جسم، دِل اور دماغ یہ سب ہمارے خیالات کے مطیع اور فرماں بردار ہیں۔ عادات اور خیالات کا دامن چولی کا ساتھ ہے۔ اس طرح اگر یہ کہا جائے کہ عادتوں کا دوسرا نام زندگی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ اگر یہ آپ کی زندگی جو ایک مختصر سی ہے خلق خدا کی بھلائی اور خدمت میں گزرے تو یقین جانئے کہ آپ کے دونوں جہاں بہتر۔ حضرت قبیصہ بن برمہ الاسدیؓ سے روایت ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کو یہ فرماتے سُنا دُنیا میں بھلائی والے ہی آخرت میں بھلائی والے ہوں گے اور دُنیا میں بُرائی والے آخرت میں بُرائی والے ہوں گے۔

ہمارا دین۔ ہمیں حسد سے بالکل کنارہ کشی سکھاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم بزرگانِ دین اور علمائے اکرام جنہوں نے اپنی زندگیاں مخلوق اللہ کی بھلائی کی خاطر وقف کر رکھی ہیں اور قرآن و حدیث کی تعلیم کو عام کرنا اپنا شعار بنا رکھا ہے کی صحبت میں بیٹھ کر دین کی باتیں سیکھیں۔ اُن پر عمل کریں اور صحیح معنوں میں مسلمان کہلوانے کے حق دار بنیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ دینی علم کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں حسد اُن کے نزدیک بھی نہیں پھٹکتا اور وہ صحیح معنوں میں اللہ کے بندے ہوتے ہیں۔

آخر میں اللہ عزّ و جل کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو حسد جیسی لعنت سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ: شیخ التفسیر

ان سے ملنے آتا تو اس کا اعزاز و اکرام فرماتے تھے۔ اہل قرآن کے امام مولوی حشمت علی سب کو کافر کہتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے تھے لیکن جب وہ بھی حضرت کے پاس آتے تو حضرت کبھی بھی ان سے بے اعتنائی نہ برتتے بلکہ ان کے ساتھ حکمت دین اور موعظہ حسنہ سے کام لیتے ہوئے دعوت الی الحق کا فریضہ ادا فرماتے۔

شرک و بدعات کے سایہ کو بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ لیکن وعظ و نصیحت میں محکمات کو سامنے رکھتے اور متشابہات کی ایسی تاویل فرماتے جو محکمات پر منطبق ہو سکے اور جس کا محکمات سے ٹکراؤ نہ ہو۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں وصف یہ تھا کہ بڑے سے بڑے حکومت کے عہدیدار سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ وزیروں اور گورنروں تک کو ڈانٹ دیتے تھے اور یہ سبھی ان کی بزرگی، تقویٰ اور صفائی باطنی کا اثر تھا۔

پونے دو لاکھ کے قریب مسلمانوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ جنازہ کی امامت باتفاق علماء کرام آپ کے منجھلے صاحبزادے اور جانشین مولانا عبیداللہ انور نے فرمائی اور لاہور کے قبرستان میانی صاحب میں مدفون ہوئے۔

حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے

محبت کا صحیح معیار

(منیر احمد قادری)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ برادرانِ اسلام زمانۂ حال جسے ترقی یافتہ زمانہ تصور کیا جاتا ہے اس میں علماء کرام، فقہا اور ادیبوں کی کمی نہیں۔ ہر شخص اپنے انداز بیان و استدلال سے دوسرے کو کسی نہ کسی مسئلہ میں اپنا قائل کرنا چاہتا ہے یہاں تک کہ معاملہ بحث و مناظرہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور قائد کی اصلاح کی بجائے الٹا فساد تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ عقائد میں استواری اور ایمان میں تازگی بحث مباحثہ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ عقائد کی اصلاح قران و احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن کریم کا دعوٰی ہے کہ کوئی چیز یا بات مخفی نہیں جو اس میں واضح نہ کی گئی ہو۔

وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ سورۃ

ترجمہ۔ اور آسمان وزمین میں کوئی مخفی چیز ایسی نہیں جو کتاب میں واضح نہ لکھی ہو۔

فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان دو چیزوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے (اور وہ دو چیزیں) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت ہیں۔ سنت سے مراد وہ طریقہ ہے جو احادیث شریف میں درج ہے۔

نیز اخلاقی مسائل حل کرنے کے لئے ارشادِ ربانی ملاحظہ ہو

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ سورۃ النساء پارہ ۵ آیت ۵۸

ترجمہ۔ (اے ایمان والو) پھر اگر کسی بات میں اختلاف کرنے لگو تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور اسی میں آخرکار خوبی ہے۔

کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے سے انسان کا عقیدہ اور ایمان ایسا مستحکم ہو جاتا ہے کہ کفر الحاد کی آندھیاں بھی اس کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتیں۔ برعکس اس کے بحث ومناظروں نے مسلمانوں کو اس وقت کئی گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور ہر گروہ کا یہی عقیدہ ہے کہ میں حق پر ہوں اور مجھے رسول کریم سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے۔ ایک گروہ ان میں ایسا ہے جو عقیدت کے لحاظ سے تو محبت کا دعویدار ہے مگر عملاً اس کی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مطابق نہیں ہے۔ دوسرا گروہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم بھرتا ہے مگر اس میں محبت کا عقیدہ ضعیف ہے اور وہ لوگ حضور پرنورؐ کا اتنا احترام نہیں کرتے جو کما حقہ انہیں کرنا چاہیئے، اب ہمیں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث نبی کریم صلعم کی روشنی میں حضور پرنور محسن کائنات صلعم سے محبت کا صحیح معیار کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے محبت کا فائدہ بیان فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ سورۃ ال عمران پارہ ۳ آیت ۳۰

ترجمہ۔ (اے پیغمبر) دنیا کو سنا دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ سے سچی محبت ہے تو میری (یعنی حضور کریم کی) پیروی کرو (اس صورت میں) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محبت کے معنی اتباع (اطاعت) کے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ محبت کا طالب ہے اس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازمی ہے کیونکہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہَ ج (سورۃ النساء پارہ ۵ آیت ۷۹) کے معنی یہی ہیں کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی بس جان لیجئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اطاعت کی تفصیل یہ ہے کہ انسان عقائد، اعمال، عبادات، معاملات شادی وغمی، صورت وسیرت غرضیکہ ہر شعبۂ حیات میں کتاب وسنت کا دستور پیش نظر رکھے۔ اسی قاعدہ کلیہ کے تحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے معنی بھی ان کی اطاعت کے ہیں۔ دوسرے مقامات پر آیات قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محبت نام ہے عقیدت، ادب اور اطاعت کا، عقیدت، ادب محبت کی ابتدا ہے اور اطاعت محبت کی انتہا اور بقول قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا ومرشدنا الحاج احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، محبت کا لازمی نتیجہ اتباع ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدت ادب اور اطاعت کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے

عقیدت

۱۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ط (سورۃ الفتح پارہ ۲۶ آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ہ سورۃ التوبہ پارہ ۱۰ آیت ۳۲

ترجمہ۔ (لوگو۔ اللہ) وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو (سامان) ہدایت اور دین حق دیکر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعان الذی لہ ملک السمٰوت والارض لا الہ الا ھو ویمیت فامنو باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون ہ سورۃ الاعراف پارہ ۹ آیت ۱۵۷

ترجمہ۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسانوں کو کہہ دیجئے کہ بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔ وہ اللہ جس کے لئے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگی ہے وہی موت دیتا ہے سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ نبی امی پر جو اللہ اور اس کے کلام پر (خود بھی) ایمان رکھتے

ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو۔

اس آیت کریمہ سے رسالت کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں وہاں تک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہے

۴۔ واعلموا ان فیکم رسول اللہ ط لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون۔ سورۃ الحجرات پارہ ۲۶ آیت ۶

ترجمہ۔ اور (اے ایمان والو) جان لو کہ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اگر وہ اکثر باتوں میں تمہارا کہنا مانیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں پسندیدہ بنا دیا اور کفر و انکار، بدکاری اور نافرمانی سے تمہیں متنفر کر دیا ہے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

۵۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ط وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون ہ سورۃ الانفال پارہ ۹ آیت ۳۲

ترجمہ۔ اور اللہ نہیں چاہتا کہ انہیں (کفر و انکار کرنے والوں کو) عذاب دے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان کو عذاب دیتا ہے جبکہ وہ بخشش کے طلبگار ہوں۔

۶۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ہ سورۃ الحج پارہ ۱۷ آیت ۱۰۷

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۷۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم ہ سورۃ التوبہ پارہ ۱۱ آیت ۱۲۸

ترجمہ (لوگو) بیشک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے جو تمہاری بھلائی کے بڑے خواہاں ہیں (اور) ایمان والوں کے حق میں شفیق و مہربان ہیں۔

۸۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ط وکان اللہ بکل شیء علیما سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت ۳۹

ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سے آخری نبی ہیں بلاشبہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

۹۔ وانک لعلی خلق عظیم ہ سورۃ القلم پارہ ۲۹ آیت ۳

ترجمہ۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہی خوش خلق ہیں بقول حضرت مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم میں مسلم و کافر، دوست دشمن، عزیز بیگانہ کی کوئی تمیز نہ تھی ابر رحمت سب پر یکساں برستا ہے۔

۱۰۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ہ

سورہ الکہف پارہ ۱۶ آیت ۱۱۰

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ میں تم ایسا ایک بشر ہوں میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے، تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، سو جو اپنے رب کی ملاقات چاہے اُسے چاہیئے، وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

اس آیت کریمہ کے تحت بزرگان دین نے عقیدہ کو اس انداز سے پیش فرمایا ہے جس میں کسی کو حیل وحجت نہیں رہی۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا توئی قصہ مختصر
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
(حضرت سعدیؒ)

ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت احسان بن ثابتؓ کا شعر جو آپ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرمایا کرتے تھے سنیئے۔

خلقت مبرء من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بالکل بے عیب پیدا کئے گئے ہیں۔

گویا آپ پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ آپ نے چاہا۔

آپ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ایک ہندو برہمن کی زبانی بھی سن لیجئے۔

رخ مصطفٰے ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

۱۱۔ والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت ج اولئک مبرءون مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم ہ

سورۃ النور پارہ ۱۸ آیت ۲۵

ترجمہ۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں، آپ کا گھرانہ اُن (شریروں) کی باتوں سے بالکل بری ہے۔ ان کے لئے خدا کی بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد کی پاکیزگی بیان فرمائی ہے۔

۱۲۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما ہ

سورہ الفتح پارہ ۲۶ آیت ۱

ترجمہ (اے نبی کریمؐ) بیشک ہم نے (اللہ) تمہیں فتح دی اور فتح بھی صاف و صریح تاکہ اللہ تمہاری اگلی اور پچھلی تمام لغزشیں معاف کر دے اور تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کرے اور تمہیں سیدھی راہ کی ہدایت دے

اللہ تعالے نے اپنے اس ارشاد سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت اور کامیابی بیان فرمائی ہے

۱۳ وما ینطق عن الھوی ط ان ھو الا وحی یوحی (سورہ النجم پارہ ۲۷ آیات ۳،۴)

ترجمہ۔ اور آپ اپنی مرضی و خواہش سے نہیں بولتے بلکہ آپ مرضی خداوند کریم کے مطابق بولتے ہیں جو بذریعہ وحی آپؐ کی طرف نازل کی جاتی ہے۔

۱۴۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین

(متفق علیہ) حدیث شریف

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(ایک طرف والدین، اولاد، بیوی اور برادری ہو اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو مسلمان کے لئے لازم ہے کہ سب سے بڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے۔ کسی اللہ والے کا قول ملاحظہ ہو۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
نہ ہو جب تک یہی کامل تو سب کچھ نامکمل ہے

۱۵۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھتھم ط (القرآن)

سورہ احزاب پارہ ۲۱ آیت ۵

ترجمہ۔ مسلمانوں پر نبیؐ ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں ان کی (مسلمانوں کی) مائیں ہیں

ادب

۱۔ یاایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا ط وللکفرین عذاب الیم ٥

سورہ البقر پارہ ۱۔ آیت ۱۰۳

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متوجہ کرنا منظور ہو تو لفظ "راعنا" نہ کہا کرو اور "انظرنا" کہا کرو۔ اور جو کچھ کہا جائے اسے بغور سنو، اور (اس قاعدے کو) نہ ماننے والوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

یہودی اور کفار مکہ لفظ "راعنا" کے دو معنی سمجھتے تھے۔ ایک تو یہ کہ آپ ہماری طرف توجہ فرمادیں۔ دوسرے معنی لغو کے سے تھے۔ اس لفظ کے استعمال سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا شائبہ محسوس ہوتا تھا۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ 'راعنا' کے استعمال کو قطعی طور پر منع فرمادیا تاکہ اس کے حبیب سے کلام کرنے میں بے ادبی کا شائبہ تک نہ ہو۔

۲۔ ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسیٰ من قبل ط ومن یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل سواء السبیل ٥

سورہ البقر پارہ ۱ آیت ۱۰۷

ترجمہ (اے مسلمانو!) کیا تمہارا ارادہ ہے کہ تم بھی اپنے رسول سے پہلے (قومیں) موسیٰ علیہ السلام سے کیا کرتے تھے اور ایمان کو کفر سے تبدیل کرے تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔ مفسرین نے لکھا کہ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باتیں نہ پوچھا کریں جو کچھ آپ فرمادیں اسے بغور سنیں اور بال کی کھال اتارنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ یہ یہودیوں کا طرز عمل تھا۔ اور اسی وجہ سے ان پر مصیبتیں نازل ہوتیں۔

خموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں
(اقبال)

۳۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا ط قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا ج فلیحذر الذین یخالفون عن امرہٖ ان تصیبھم عذاب الیم

سورہ نور پارہ ۱۸ آیت ۶۲

ترجمہ۔ (اے ایمان والو) تم رسولؐ کو بلانا یوں نہ سمجھو جس طرح تم اپنے میں سے کسی کو بلاتے ہو۔ یقیناً اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم سے آنکھ بچا کر کھسک جاتے ہیں تو وہ لوگ جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیئے، ان پر کوئی مصیبت آ نازل ہو یا ان پر دردناک عذاب آجائے ٥

اس آیت کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ آداب سکھائے ہیں جن کا نبی صلعم اور امتیوں کے درمیان ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے۔ یعنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طریقہ سے نہ بلاؤ جس طرح عوام الناس ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور نہ ہی ان کی مجلس سے چوری چھپی بلا اجازت رخصت ہو کیونکہ یہ بڑی گستاخی ہے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ اس گستاخی کے عوض اللہ تعالیٰ تم پر کوئی آسمانی عذاب نازل کردے

یاایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم

سورہ الاحزاب پارہ ۲۲۔ آیت ۵۲

اے ایمان والو۔ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں اس وقت نہ جایا کرو جب تک کہ وہ تمہیں اجازت نہ دے دیں۔

۴۔ یاایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون

سورہ الحجرات پارہ ۲۶۔ آیت ۲

ترجمہ اے ایمان والو! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور نہ ان سے (ایسے) پکار کر بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال (بے ادبی کی وجہ سے) اکارت جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

۶۔ یاایھا الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول و تناجوا بالبر والتقویٰ ط واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون۔

سورہ المجادلہ پارہ ۲۸ آیت ۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کے کان میں باتیں کرو تو گناہ و زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتیں نہ کرو ہاں نیکی اور تقویٰ کی باتیں کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے سامنے تم (حساب وکتاب کے لئے) جمع کئے جاؤ گے۔

۷۔ یاایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوکم صدقۃ ذالک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم

سورہ المجادلہ پارہ ۲۸ آیت ۱۱

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم رسول صلعم سے کوئی خفیہ بات کہنا چاہو تو بات کہنے سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو۔ یہ چیز تمہاری بہتری اور پاکیزگی کا باعث ہوگی۔ پھر اگر تم (خیرات دینے کو) کچھ نہ پاؤ تو کچھ مضائقہ نہیں، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اطاعت

۱۔ واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون

سورہ آل عمران پارہ ۴۔ آیت ۱۳۱

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

۲۔ یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔

سورہ النساء پارہ ۵۔ آیت ۵۷

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم (اطاعت کرنے والوں) میں سے صاحب حکومت ہوں۔

۳۔ واطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واحذروا

سورہ مائدہ پارہ ۷۔ آیت ۹۱

ترجمہ:۔ اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور محتاط رہو۔

۴۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ۔ سورۃ النساء پارہ ۵۔ آیت ۶۳

ترجمہ:۔ اور ہم نے صرف اسی لئے رسول بھیجے ہیں کہ ہمارے حکم کے مطابق ان کی اطاعت کی جائے۔

۵۔ یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم

سورۃ محمدؐ۔ پارہ ۲۶۔ آیت ۳۲

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلعم کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

۶۔ لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا ۔ سورۃ الاحزاب پارہ ۲۱۔ آیت ۲۰

ترجمہ:۔ مسلمانو! تمہارے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور روز آخرت سے ڈرتے اور کثرت سے یاد الٰہی کیا کرتے ہیں۔ تحقیق اللہ کے رسول کا عمدہ نمونہ (بغرض اطاعت) موجود ہے۔

۷۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما

ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

سورۃ النساء۔ پارہ ۵ - آیت ۶۴

ترجمہ:۔ پھر قسم ہے تمہارے رب کی۔ یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام جھگڑوں میں آپؐ کو حاکم نہ مانیں۔ پھر آپؐ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں گرانی (تنگی) محسوس نہ کریں اور اسے خوشی سے تسلیم کریں۔

۸- وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ۰

سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲- آیت ۲۵

ترجمہ:۔ اور کسی مرد مومن اور مومن عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو وہ اپنی رائے کو اس میں دخل دیں اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں ہے۔

۹- وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ سورہ حشر ۔ آیت ۷

ترجمہ:۔ جو کچھ رسولؐ تمہیں عطا کریں وہ لے لیا کرو اور اس چیز سے وہ تمہیں روکیں اس سے رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ وہ بلاشبہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ مندرجہ بالا آیات کے علاوہ قرآن مجید میں دوسرے بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لیے ارشاد فرمایا ہے اور وہ آیات انسان کی زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہیں۔ احکام الٰہی کے تحت فرمانِ رسالتؐ بھی ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمروؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتیٰ یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ۔

(رواہ فی شرح السنۃ وقال النووی فی اربعینہ ہذا حدیث صحیح)

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ اُس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

محبت کا دعویٰ اس وقت تک درست و صحیح ہو سکتا ہے کہ جب انسان اپنی ہر خواہش رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے تابع کر دے اور دنیاوی اور برادری کے غیر اسلامی رسم و رواج کو ترک کر دے کیوں کہ۔

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

محبت کا دعوی اور زندگی کے ہر شعبہ میں مسلسل نافرمانی۔ یہ محبت نہیں عداوت ہے۔ انسان اپنی خواہشات پر گامزن رہ کر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے گریز کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کبھی راضی نہیں ہوتا بلکہ ان کے متعلق یہ اعلان فرماتا ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساءت مصیرا ۰

سورۃ النساء پارہ ۵- آیت ۱۱۵

ترجمہ:۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ چلے تو ہم اُسے اس طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ جو بہت بڑا ٹھکانہ ہے۔

ومن یشاقق اللہ ورسولہ فان اللہ شدید العقاب۔ سورہ الانفال پارہ ۹- آیت ۱۳

ترجمہ:۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے تو (ایسے لوگوں کے لیے) اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ظاہراً و باطناً ضروری ہے جس قدر اتباع زیادہ ہوگا اسی قدر قرب الٰہی میں مرتبہ زیادہ ہوگا اللہ تعالیٰ اتباع کرنے والے پر راضی ہوگا۔ اور وہ اس کے فضل و کرم سے نوازا جائے گا۔

ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا وذالک الفوز العظیم۔ سورۃ النساء پارہ ۴- آیت ۱۳

ترجمہ:۔ اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ (اسی راحت و خوشی میں) ہمیشہ رہیں گے اور یہ (اُن کے لیے) بڑی کامیابی ہے۔

ادب اور عقیدت کے بغیر اطاعت دشوار ہے۔ اولیاء کرام کے ہاں بھی یہی دستور چلا آیا ہے کہ کوئی طالب اپنے ہر بزرگ سے اس وقت تک استفادہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس کا ادب نہ کرے اور اس کے دل میں جذبہ عقیدت نہ ہو۔ کامل کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے کے باوجود ایسے طالب کو اطاعت کی توفیق ہی نہیں ہوگی اور وہ کامل کے فیض سے محروم رہتا ہے۔ برعکس اس کے عقیدت، ادب اور اطاعت کرنے والے طالب چند دنوں کی صحبت میں رہ کر پوری طرح فائدہ اور ہدایت حاصل کر جاتے ہیں۔ حاصل یہ نکلا کہ عقیدت اور ادب کے بغیر اطاعت بے فائدہ اور ریاء ہے۔ اور محبت بغیر اطاعت کے ڈھونگ ہے۔

امثال اطاعت بغیر عقیدت اور ادب کی مثال اس مالک اور نوکر کی ہے۔ جو روزی کی لالچ کی وجہ سے مالک کے حکم کی تعمیل "طوعاً و کرھاً" کرتا ہے اُسے مالک کے ساتھ نہ تو عقیدت ہے اور نہ اس کا ادب کرتا ہے بلکہ پس پشت مالک کے عیوب و نقائص تلاش کرتا رہتا ہے اور اس کی بدگوئی کرتا رہتا ہے

ایسے نوکر کو باغی ہی کہا جائے گا۔ اور مالک موقعہ کی تلاش پا کر اُسے نوکری سے علیحدہ کر دیتا ہے یا سزا کروا دیتا ہے۔

دوسری مثال اس غلام کی ہے جو آقا کے ساتھ عقیدت تو اچھی رکھتا ہے۔ اور ادب بھی کرتا ہے۔ مگر آقا کا حکم بجا نہیں لاتا اور خوشامد کر کرا کر کام کو ٹال دیتا ہے، ایسے غلام کو آج کی اصطلاح میں مزاقیہ یا وقتی کہا جاتا ہے اور محض دل بہلاوا ہے

عقیدت ادب اور اطاعت کی مثال صحابہ کرام و شہداء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جنہیں آنحضرت سید المرسلین رحمۃ للعالمین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی اور آپ کی بے لوث اطاعت کرتے رہے یہاں تک اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر راضی ہوئے۔ یہ جماعت دُنیا میں کامیاب و کامران رہی اور آخرت کی فلاح کی خوشخبری بھی انہیں دنیا ہی میں دے دی گئی ان کے بعد تابعین اور اولیاء کرام ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت میں گذاری۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو حضور پر نور سرور کائنات فخر موجودات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح محبت اور آپ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمادے اور اپنی نافرمانی سے بچائے آمین۔

مصیبت کا وقت

اور "انا للہ و انا الیہ راجعون" کا ورد

حاجی کمال الدین مدرسہ کارپوریشن سکول محمود بوٹی - لاھور !!

میرے ہونہار بچو! آج کی صحبت میں ہم آپ کو دو تین باتیں ایسی بتاتے ہیں جو آپ کے لئے فائدہ مند بھی ہیں اور ثواب کا باعث بھی۔ مضمون کی سرخی سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ جب آپ کو کوئی مصیبت پیش آئے کوئی دکھ یا تکلیف پہنچے۔ کچھ نقصان ہو جائے یا کوئی فوت ہو جائے تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا کرو۔ پھر اس نقصان پر صبر کیا کرو اور نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کیا کرو، اور کہا کرو کہ اے اللہ یہ جو مجھے تکلیف پہنچی ہے یہ تیری ہی طرف سے ہے۔ تو نے میرے لئے یہی بہتر سمجھا۔ میں اس پر صبر کرتا ہوں اور تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ بیشک یہ میرے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ تو معاف فرما اور آئندہ مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق عنایت فرما اور مجھے آزمائش میں نہ ڈال۔

پیارے بچو! سورۃ بقر کے انیسویں رکوع میں اللہ تعالیٰ ارشا فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:- اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے (جو مخالفین کی طرف سے یا حوادث سے پیش آئے۔) اور (کسی قدر فقر و فاقہ سے اور (کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے) پس تم لوگ اس قسم کی جو چیزیں پیش آویں ان پر صبر کرنا۔ اور آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دیجئے۔ (جن کی یہ عادت ہے) کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ شانہٗ کی خاص خاص رحمتیں اور رحمت عام بھی ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

عزیز بچو! مصیبت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کا زبان سے پڑھنا مفید بھی ہے اور باعث اجر بھی اور دل سے اس کے معنی سمجھ کر پڑھنا اور بھی زیادہ موثر اور باعث اجر اور باعث طمانیت ہے۔ بہتر ہوگا اگر آپ اس کا مطلب بھی سمجھ لیں۔ اس کا سیدھا سادا ترجمہ یہ ہے کہ ہم سب کے سب (مع اپنی جانوں کے اور مالوں کے) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں (اور مالک کو اپنی ملک میں ہر طرح تصرف کا حق ہے وہ جس طرح چاہے صرف کرے) اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یعنی مرنے کے بعد سب کو وہیں جانا ہے۔ یہاں کے نقصانات اور تکالیف کا بدلہ اور ثواب بہت زیادہ وہاں ملے گا۔ جیسا کہ دنیا میں کسی شخص کا کچھ نقصان ہو جائے اور اس کو کامل یقین ہو کہ اس نقصان کے بدلہ میں اس سے زیادہ بہت جلد مل جائے گا تو اس کو اپنے نقصان کا ذرا سا بھی رنج نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ شانہ کے یہاں زیادہ سے زیادہ بدلہ ملنے کا یقین ہو جائے تو پھر ذرا بھی کلفت نہ رہے۔ لیکن ہم لوگوں میں کیوں کہ ایمان اور یقین کی کمی ہے اس وجہ سے ذرا سی مشقت، ذرا سی تکلیف، ذرا سا نقصان بھی ہمارے لئے مصیبت عظمیٰ بن جاتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں اس کی طرف بھی بہت جگہ تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ دنیا سخت امتحان کی جگہ ہے اور کئی کئی مضمونوں میں امتحان ہوتا ہے۔ کبھی مال کی افراط ہے کہ اس کو کس طرح خرچ کیا جاتا ہے اور کبھی فاقہ و تنگ دستی ہے کہ اس کا کس طرح استقبال کیا جا رہا ہے؟ جزع فزع سے یا صبر و صلوٰۃ سے؟ اسی لئے بار بار صبر و صلوٰۃ اور اللہ کی طرف رجوع کی ترغیبیں دی جاتی ہیں اور اس پر تنبیہ کی جاتی ہے کہ تم آج کل زیر امتحان ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس امتحان میں فیل ہو جاؤ۔

واستعینو بالصبر والصلوٰۃ (بقرہ ع ۵)

اور مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ۔ حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں اللہ کی طرف سے مدد ہیں۔ ان سے مدد لو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ سواری پر تھا۔ حضورؐ نے فرمایا لڑکے میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں تجھے حق تعالیٰ ان سے نفع دیں گے میں نے عرض کیا ضرور بتائیں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حقوق کی حفاظت کر (یعنی اس کے حقوق ادا کر) اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت کر تو اس کو ہر وقت اپنی مدد کے لئے سامنے پائے گا۔ ثروت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پہچان لے (یعنی یاد کر لے) وہ تجھے مصیبت کے وقت پہچانے گا (مدد کرے گا) اور یہ اچھی طرح جان لے کہ جو کچھ بھی مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ ہرگز تجھ سے چوکنے والی نہ تھی اور جو نہیں پہنچی وہ کبھی بھی پہنچنے والی نہ تھی۔ اگر مخلوق ساری کی ساری مل کر کوشش کرے کہ تجھے کچھ دے اور اللہ تعالیٰ اس کا ارادہ نہ کریں تو وہ ہرگز اس پر قادر نہیں کہ تجھے کچھ دے۔ اگر وہ سب کے سب مل کر تجھ سے کسی مصیبت کو ہٹانا چاہیں اور اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ کبھی بھی اس مصیبت کو نہیں ہٹا سکتے۔ تقدیر کا قلم ہر اس چیز کو لکھ چکا ہے جو قیامت تک ہونے والی ہے۔ جب تو کچھ مانگے تو صرف اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد چاہے تو صرف اللہ ہی سے مدد چاہ اور جب بھروسہ کرے تو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کر۔ ایمان و یقین میں شکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کر اور یہ خوب جان لے کہ ناگوار چیزوں پر صبر بہت بہتر چیز ہے اور اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے، اور مصیبت کے ساتھ راحت ہے اور تنگدستی کے ساتھ فراخ دستی ہے۔ یعنی جب کوئی تکلیف پہنچے تو سمجھ لو کہ اب کوئی راحت بھی ملنے والی ہے اور جب تنگی ہو تو سمجھ لو کہ اب فراخی بھی ہونے والی ہے۔

فون ۶۲۵۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء (۲) پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۲۷۳۰-۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء